Title – SHRI DAYAL SANHATA.

Creator – Dayal Shiv Bharat lalji maharaj.

Publisher – Mohan Printing Press (Aligarh).

Date –

Pages – 156.

Subjects –

رادھا سوامی دیال کی دیا رادھا سوامی سہائے

شری

دیال سنہتا

طریق فضل

شری گورو دتا ترے کی شکل میں

از

تصنیف لطیف حضور داتا دیال مہرشی شوبرت لال جی مہاراج

ورمن ایم - اے ایڈیٹر

پرنٹر و پبلشر بابو منشی لال گوویل گورنمنٹ کنٹریکٹر

دیال کمپاؤنڈ - لوندہ بھون - متصل بجلی گھر علی گڈھ

باہتمام بابو لاڈلی موہن کے

موہن پرنٹنگ پریس علی گڈھ میں

شائع ہوا

بار اول ... ۵ جلد

Dayal Shiv Barat Lal Jee Maharaj

RS

Shriman M. Naunidh Rai Sahib Jehangirpuri.

In the lotus feet of H. H. for 18 years.

رادھا سوامی دیال کی دیا رادھا سوامی سہائے

دیال سنہتا

بندنا

آسرا اب کس کی کروں جب داس تیرا ہو گیا
میں ہوا تیرا تو تو بھی سوامی میرا ہو گیا

تو ہے میرے ساتھ پل چھن کیوں ہو بیاکل کوئی
میرے گھٹ میں تیرے رہنے کا جوڑ میرا ہو گیا

سیس پر تو نے دیا کا ہاتھ رکھ پرچے دیا
میں نے سمجھا کال کا سب ہیرا پھیرا ہو گیا

جگ نہیں استھر نہ استھر تا ہے جگ کی وستوئیں
یہ چڑیا رین کا بیچ مچ بسیرا ہو گیا

رادھا سوامی نام کا سمرن ہو اٹھتے بیٹھتے
نام بھو کے سندھ کے ترنے کا بیڑا ہو گیا

سنہ ۱۹۴۰ء

راد ہا سوامی سہائے

نذر

شری دیال کمسن لڑکے کو

دیال۔ نوخیز پودے کی طرح دن دونا رات چوگنا بڑھے پڑھے لکھے ذہانت اور طبعی لیاقت کا نشو ونما ہو۔ لالہ بالمکند جی یہ کتاب اُسے سُنائیں جب وہ بڑا ہو سنِ شعور کو پہونچے وہ اسے خود پڑھے۔ سوچے سمجھے یہ اُس کے لئے قیمتی تحفہ ثابت ہوگا۔

بیش قیمت تحفہ یہ تحریر ہے ٭ علم و دل اور عقل کی تصویر ہے
تیکی قلم نے اس کی جب صورت گری ٭ یہ اُڑی اوپر چڑھی مثلِ پری
آسمانی طبقوں کا منظر ہے یہ ٭ راز باطن روح کا منظر ہے یہ
روح و دل اور جسم کا نقشہ ہے یہ ٭ عقل و ہوش و فہم کا خاکہ ہے یہ
جب پڑھے گا اس کو خوش ہوکر دیال ٭ اُس کو سوجھینگے زمانہ کے خیال
ہے یہی مقصود اس تسطر سے ٭ میں سوجھا تا رہتا ہوں تدبیر سے

۳۱ راگست ۱۹۳۶ء
شوبرت لال بیگم پیٹ

مقدمہ

دیال۔ کمسن اور کم عمر بچہ ہے۔ اس وقت اس کی عمر چار ساڑھے چار برس کی ہوگی۔ میں اُسے قریب پیدائش کے زمانہ سے جانتا ہوں جب وہ ابھی چھینے دو مہینے کا رہا ہوگا۔ میں نے اُس پر نظر ڈالی وہ مسکرایا اور ہاتھ پھیلا کر میری گود میں آگیا۔ میں خوش ہوگیا۔ ہم دونوں کے

درمیان اُسیوقت سے یارانہ برتاؤ ہے۔

وہ گیارہ مہینے کا یا اُس سے کم رہا ہوگا جب اُس کے ماں باپ رادھاسوامی دہام (راج بنارس ضلع مرزاپور) میں لائے وہ اُس وقت چل پھر نہیں سکتا تھا۔ میں خود اس کے قیام گاہ پر جاکر دیکھ آیا کرتا تھا۔ طرفین میں محبت تھی۔ زیادہ تر وہ اپنے باپ بابو بالمکند (دیال نگر والے منشی نوندہ رائے جہانگیر پور والے) اور مجھ سے مانوس تھا مجھ پر خاص قسم کی التفات کی نظر تھی جب میں ملنے جاتا تھا وہ میرے پاس سے ہٹنا نہیں چاہتا تھا۔ میں تھوڑی دور کے فاصلہ پر بابو بانکے بہاری لال صاحب کے بنگلہ پر رہتا تھا جو پانچسو قدم کی دوری پر ہوگا تھوڑے ہی دنوں میں دیال کے پاؤں ہو گئے۔ یوں تو وہ اپنی ماں کے ساتھ روزانہ دو مرتبہ میرے مسکن پر آجایا کرتا تھا۔ پاؤں ہونے پر اب اس نے ہاتھ پاؤں سنبھالے اور جب ذرا موقع ملا۔ چھپکے ماں باپ کی نظر بچا کر.... میرے پاس آگیا وہ تلاش کرتے کرتے میرے یہاں آجاتے اور اُسے پکڑ کر لے جاتے۔ مجھے معلوم نہیں اُسے میری ذات خاص سے ساتھ کیوں اس قدر دلچسپی تھی۔ میں کام کاج میں مصروف بھی رہتا تھا۔ جب تک میں لکھتا پڑھتا رہتا تھا وہ دم بخود بیٹھا رہتا تھا۔ نہ ہلتا تھا نہ ڈولتا تھا۔

اب دیال کو زبان بھی مل گئی وہ کچھ کچھ بولنے بھی لگ گیا۔ مجھے اس کمسن بچے کی جس حرکت پر حیرت تھی وہ یہ تھی جب سے اُسے ذرا تمیز آئی اُسی کمسنی کے زمانہ میں وہ ایک دن بھی میرے پاس خالی ہاتھ نہیں آیا اُس کو کس نے یہ ڈھنگ سکھایا ہے مجھے نہیں معلوم ہے شاید ماں کے سلوک کو دیکھکر اوس نے بچپن میں یہ عادت سیکھی ہوگی۔ یا وہ اُس کی فطرت میں داخل تھی جو ملا جو ہاتھ لگا۔ لیا اور میرے پاس آپہونچا۔ لیموں۔ آم

پان - پھول غرضکہ کوئی چیز ہو لاکر میرے سامنے رکھ دیتا تھا۔ اس نے کبھی آج تک یہ اصرار نہیں کیا کہ میں اُس کے تحفہ کو منھ میں رکھوں - وہ جو لے آتا تھا میں اُسے حاضرین میں تقسیم کر دیتا تھا۔

جب میں سوتا ہوتا تو وہ چوکیداری کرتا تھا کیا مجال! اُس کی موجودگی میں کوئی مجھ کو جگا سکے یا میری چیز کو ہاتھ تو لگا سکے میں نے خود اپنے کانوں سے سُنا ہے جب کوئی مجھے جگانا چاہتا تھا وہ عملی گرج کی دہشتالی آواز میں اُسے ڈانٹ دیتا تھا "بابا کو نیند لینے دو نہ جگاؤ" اور جب کسی نے میرے کاغذ قلم دوات یا پنسل کو اُٹھانا چاہا - دیال منع کر دیتا تھا بابا کی چیز نہ اُٹھاؤ۔

دوسری حیرت کی اور بات سنئے۔ دیال کو ابتدائے عمر سے دودھ اور مٹھائی سے پرہیز تھا وہ دودھ نہیں پیتا تھا اور نہ مٹھائی کھاتا تھا لیکن جب کسی نے اُسے یہ چیزیں دیں اور یہ کہا کہ "باباجی کا پرشاد ہے" وہ فوراً اُسے منھ میں رکھ لیتا تھا اور کراہیت تک کا اظہار نہیں کرتا تھا۔ اس میں قدرت کا کیا راز چھپا ہے؟ کون کیا کہہ سکتا ہے۔

دیال - کچھ بڑا ہوا - شاید اُسکی تین برس کی عمر ہوئی ہوگی چاچا رامچندر جی کی لڑکی کی بارات آئی ہوئی تھی - دعوت کھانے کے لئے ہجوم اکٹھا تھا۔ دیال ہاتھ میں چھڑی لئے ہوئے ادھر سے اُدھر ٹہلتا تھا اور یہ دیکھا کرتا تھا۔ کہ کس کی پتل پر کچوری - پوری سبزی مٹھائی نہیں ہے وہ باراتیوں کے ساتھ بے لوثی اور بے تکلفی کے ساتھ ملتا رہا۔ لیکن کسی سے ملتفت نہیں ہوا ایک بات اور اُس لڑکے میں دیکھی گئی ہے میلے کچیلے آدمیوں کی طرف وہ مخاطب نہیں ہوتا نہ کبھی لڑکے کے ساتھ کھیلتا ہے - میں نے بارہا جانا

Shri Dayal at the age of 4

رادھا سوامی سبھا کے

دیال سنہتا

دتا ترے کے نام سے آغاز داستان

دتا ترے مست اوگھڑ اور مجذوب اگھوری تھے۔ چترکوٹ کے پہاڑ پر رہتے تھے نہ دین سے ربط نہ دنیا کا خبط! شمشان بھومی میں آسن جما کر بیٹھے ہوئے تھے۔ سامنے دو چار کھوپڑیاں پڑی ہوئی تھیں یہ اُنہیں اُلٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے۔

چترکوٹ کا راجہ بھیم دیو اُدھر سے گذرا۔ اُنھیں دیکھکر پاس آیا پوچھا کیا ہو رہا ہے۔؟

دتا ترے نے جواب دیا: "یہ دیکھ رہا ہوں کہ ان میں سے کون سی کھوپڑی تیرے باپ کی ہے۔ کونسی میرے باپ کی ہے۔ کون دولتمند تھا۔ کون غریب تھا۔ اور اب ان کی کیا کیفیت ہے؟"

بھیم دیو "اس مشاہدہ سے کیا فائدہ"

دتا ترے ہنسے: کیوں تھا ان میں ایک شاہ بحر و بر جسکے سر پر تھا کلاہ سیم و زر

(نوٹ) ہندوں کی اکثر کہانیوں کو مسلمانیت کا جامہ پہنایا گیا۔ جیسے راجہ سالوہ۔ رانجھا بتنتی پونو ابراہیم ادہم وغیرہ ہندو ہوتے ہوئے مسلمان کہلاتے ہیں قصہ نہا بہلول دیوانہ اور ہارون رشید خلیفہ عباسیہ سے منسوب کیا گیا۔

Rishi Datta Tirey Jee Maharaj

کیوں ہوا محتاج و مفلس دوسرا
راز قدرت کا ہے کیا اس میں چھپا

بھیم سین۔ اس سے فائدہ ؟
دتاترے۔ خبط ہے یہ خبط کا ہے خبط یہ
میں ہوا خبطی ہے اس کا ربط یہ"

بھیم سین۔ کیا اچھا ہوتا اگر موت نہ ہوتی زندگی رہتی۔
کیا اچھا ہوتا کسی کو بیماری نہ ستاتی۔ صحت ہی صحت رہتی۔
کیا اچھا ہوتا محتاجگی اور افلاس نہ ہوتے دولت ہی دولت رہتی اس وقت یہ دُنیا ماتمکدہ عسرت کدہ اور غمکدہ نہ بنتی۔"

دتاترے۔ "باولا ہوا ہے۔ بے تکے پن کی باتیں کر رہا ہے۔ موت نہ ہوتی تو تیرا باپ کیسے مرتا اور تو راجہ کیسے ہوتا۔ بیماری نہ آتی۔ تو کسی کو صحت کی خبر اور قدر کب ہونے لگی تھی۔ سب کے سب مالدار ہوتے تو تو کس کو نوکر چاکر رکھتا۔ لشکر اور فوج کیسے اکٹھا ہوتی شاہی نسبت کا قایم کرنا دشوار اور غیر ممکن تھا۔

نظام دہر ہے اس شکل میں یہاں قائم
یہ سلسلہ ہی جو چلتا ہی رہتا ہے دائم
سوال تیرا ہے بیجا جواب کیا دوں میں
عذاب دل ہو دل کو ثواب کیا دوں میں

بھیم سین۔ اُٹھا پھر پوچھا بیٹھی نہیں کی مست اوگھڑ کے کھانے پینے کا انتظام کرا کے اپنے محل کو چلا گیا۔

دتاترے کے گورُو

دتاترے کی ماں کا نام انسوئیا تھا۔ باپ اترے کہلاتا تھا۔ دو بھائی اور تھے۔ چندر اور دُرباشا۔ تینوں کے مزاج مختلف تھے۔

دتاترے کو ان کی ماں نے پڑھایا لکھایا خبر نہیں۔ کیسے تعلیم دی کیونکہ اس وقت تک (ظاہرا) تحریر و تسطیر کا فن ظہور میں نہیں آیا تھا۔ وید کے منتر تھے۔ اور وہ زبانی یاد کئے جاتے تھے۔

دتاترے اپنی ماں ہی کو گورُو سمجھتے تھے اور اُس کی ذات بابرکت کو محیط عام عنصر خطاب دیتے تھے ماں نے کیا ہدایت کی تھی! قدیم نوشتہ جات میں اس کا پتہ نہیں ہے۔ بہرحال جاہے جو کچھ ہو۔ وہ اپنی ماں ہی کے چیلے تھے۔ لیکن چیلے سچے معنی میں تھے اور وہ اُسے محض کل جوہر سمجھ کر جہاں جہاں سے نکات روحانی سُن پاتے اُسے ہی گورو سمجھ لیتے تھے۔

فقیر کا مرشد پرستی دین ہے
اُس کا ہے یہ رسم اور آئین ہے
ذات مرشد میں نہیں محدودیت
شانِ انسان میں ہے یہ مخصوصیت
ظلِ مرشد سایۂ گسترِ دہر ہے
وہ محیطِ دشت و کوہ و شہر ہے
بے مددِ مرشد کے گیانی ہوگا کون
جب نہ ہو مرشد تو دھیانی ہوگا کون

مل گئی مرشد کی جب خاکِ قدم
سُرمہ آنکھوں کا بنتی وہ دمبدم
دل ہوا ساکن بلا ضبط و قرار
مٹ گئے دل کے سبھی گرد و غبار
فکر کے جانے سے بیفکری ملی
صبر آیا اس سے باصبری ملی

النسوئیا انہیں پیار کرتی تھی اور یہ پیار روحانی تھا۔ زمینی یا نفسانی نہیں بلکہ یزدانی حقانی اور آسمانی تھا۔ ایک دن دتاترے نے النسوئیا سے پوچھا" ماتا جی! دُنیا کشمکش کی جگہ ہے یہاں سب دُکھی ہیں۔ تو نے مجھے کیوں پیدا کیا؟ نہ پیدا ہوا ہوتا تو اچھا ہوتا۔

درد ہے رنج اور مصیبت ہی یہاں
حزن ہے اندوہ و کلفت ہے یہاں
جسکو دیکھا دُکھ سے رہتا ہے دُکھی
کون ہے دُنیا میں جو ہوگا سُکھی

النسوئیا نے جواب دیا" یہ دنیا کسی خاص مصلحت کو مدِنظر رکھکر پیدا کی گئی ہے۔

دتاترے" وہ مصلحت کیا ہے؟

النسوئیا۔ کشمکش"

دتاترے۔ اسی کی تو شکایت ہے اور تو اسے مصلحت بتاتی ہے

النسوئیا۔ کشش کہتے ہیں کھچاؤ کو۔ مکش کہتے ہیں عدم کھچاؤ کو۔ ان کے درمیان فرق ہے۔ ایک حالت انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہے

دوسری سکون اور قرار میں رکھنا چاہتی ہے۔ انسان وہ ہے۔
جو ان دونوں حالتوں کو ذہن نشین رکھتا ہوا ان کے درمیان اور بین
بین اپنی نشست قایم رکھے۔ پھر اسے دنیا میں تکلیف نہ ہوگی۔
دتاترے۔ دل کو ایک مرکز پر قایم کرنا۔ یوگ کا طریقہ ہے۔ میں
نے ایسا سن رکھا ہے۔
انسویا۔ ہاں! یہ یوگ ہے۔ چت کی ورتیوں کی روک تھام اور
دل کے متحد کرنے کے شغل کو یوگ کہتے ہیں۔ اس کی تین صورتیں
ہوتی ہیں۔ ریچک پورک کمبھک۔ ریچک ریزش کو کہتے ہیں۔ چت
کی ورتی سانس کے ساتھ باہر آتی ہے۔ پھر سانس اندر کی طرف
واپس جاتی ہے۔ ان دونوں کیفیتوں میں کشش ہے اور ان کے بعد
جو ٹھہراو کی حالت آتی ہے وہ مکشش ہے۔ جو شخص ان دونوں حالتوں
کی سمجھ رکھکر ان کے درمیان دل کے ٹھہرانے کا سادھن کرلیتا ہے
اُسے دونوں کشش اور مکشش سے نجات رہتی ہے۔ اور اُسے
دُکھ نہیں گھیرتا۔
اور دتاترے نے اپنی ماں سے یوگ کے اس عمل کو سیکھا اور
اس کی شاگردی اختیار کی۔

(۳)
ماں بیٹے

ایک دن دتاترے نے اپنی ماں سے پوچھا "یہ یوگ تو نے
کس سے سیکھا ہے؟"
ماں بولی "سنو تمہارے باپ اترے رشی تپ کرتے تھے۔ میں

جنگل میں جاکر کند مول کھود لاتی اور پانی کے کمنڈل بھر پلاتی تھی اُن کی خدمت کیا کرتی تھی۔ ایک سال چترکوٹ میں قحط پڑا خشک سالی آگئی۔ پہاڑ کے تمام جھرنے اور چشمے سوکھ گئے مجھے پانی لانے کے لئے دور دور جانا پڑتا تھا۔ میں یہ سب کرتی تھی۔ ایسا ہوا کہ نزدیک اور دور کے مقامات تک کے تالاب نالے۔ چشمے بھی خشک ہو گئے۔ ایک دن میں نے میلوں کا سفر کیا۔ پانی کہیں بھی نہیں ملا۔ تب میں پتھر کے چٹانوں پر بیٹھ کر رونے لگی۔ برہما وشنو مہیش تینوں دیوتا ادھر سے گذرے میرے رونے کا باعث پوچھا۔ میں نے کہا۔ میرے پتی دیو تپ کر رہے ہیں۔ میں کند مول اور پانی لیجا کر انہیں کھلاتی پلاتی رہتی تھی۔ آج کہیں پانی نہیں ملا۔ اب آشرم میں کیا منہ لے کر جاؤں۔ اس دکھ سے دکھی ہوں۔"

ترموتی ہنسے۔ گھٹ میں ہے ست۔ سوجھتا وہ کیوں نہیں۔

گیان من میں بوجھتا وہ کیوں نہیں
اس جگت کی کلپنا ئیں من میں ہیں
وہ نہ پربت نگر میں اور بن میں ہیں

"اے دیوی! تو جس چٹان کے اوپر بیٹھی ہے اسے ہر چہار طرف سے کھود کر اٹھا دے۔ اور ہر طرف پانی ہی پانی ہو جاوے گا۔
اے بیٹے! میں نے کھود کر جس وقت چٹان کو اُبھار کر دور ہٹایا بلبلاتے ہوئے پانی کی دھار پھوٹ نکلی اور میرے ارد گرد پانی ہی پانی پھوٹ گیا۔ دیوتاؤں کا شکریہ ادا کیا۔

وہ ہنس کر کہنے لگے۔ تو پتی ورتا۔ پتی سیوی اور سچی پتی اردھنگنی ہے
یہ چشمہ کلجگ تک برابر جاری رہیگا۔ یہ تیرے نام سے انسوئیا کہلاویگا
کوئی کوئی اسے جاھنوی بھی کہینگے اور یہ چترکوٹ کی گنگا جی
کہلائے گی۔"
میں پانی بھر کرلے آئی۔ اترے رشی تپ سے اُٹھ بیٹھے تھے۔
میں نے کند مول آبالے۔ پتوں کی تھالی میں رکھکر پیش کیا۔
کمنڈل کا پانی آگے رکھا۔ اتنے میں تردیو بھی آپہنچے۔ اتفاق کی بات!
اُس روز میں کند مول زیادہ کھود لائی تھی۔ ان کو تعظیم سے بٹھایا
چاروں نے ملکر کھانا کھایا۔ خوش ہوئے اور دعا دیکر سب مجھے
یوگ ودّیا سکھائی۔ جس کا سبق میں نے تجھے دیا ہے۔ وہ
تینوں میرے یوگ گورُو ہیں۔ گورو تو میرے پتی دیو ہی ہیں۔
انہیں ودّیا سیکھنے کی وجہ سے میں گورو کہتی ہوں اور اُنہیں
اپنے پتی کا عکس تصور کرتی ہوں۔

(۴) دتاترے کی پیدائش

دتاترے نے ایک دن پوچھا تو میری اسِس قدر تعریف کرتی ہے۔
اور کہتی رہتی ہے کہ مجھ میں طبعًا اور فطرتًا یوگ کا سنسکار موجود ہے
کیا تو بتا سکتی ہے۔ کہ یہ طبعی اور فطرتی اثر کہاں سے آیا
ہے؟"
انسوئیا۔ "سنسکار اور اثرات کئی طرح پر حاصل ہوتے ہیں

باپ کی طاقتِ رُوحانیت ماں کی قوّت مادیت کا ورثہ لڑکے کو ملتا ہے اور یہی اس کی طبعی فطرت کی گھڑت کا باعث ہوتا ہے۔ میں نے تردیو سے یوگ سیکھا۔ اس کی تعلیم تیرے باپ نے مجھے نہیں دی۔ تردیو میری دلی یکسوئی اور پتی کے سیوا بھاؤ کو دیکھ کر مہربان ہوئے اور اس کا علم اور عمل بخشا یہ سنسکار پہلے مجھ میں آئے۔ اسے سیکھ کر میں اکثر محویت میں رہتی تھی۔ برہما وشنو مہیش اکثر میرے پتی سے ملنے آتے تھے۔ وہ طبیب اور وید بھی ہیں ان کو اُن سے طبعی مشورہ لینے کی ضرورت لاحق ہوا کرتی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ میرے چت کی ورتی میں ایکا گرتا بہت آگئی ہے۔ خوش ہو کر کہنے لگے دیوی تیرے اولاد نہیں ہے۔ ہم تینوں خوش ہو کر صدق دل سے تجھے دعا دیتے ہیں کہ تیرے تین اولاد ہوں اور سب سے بڑے لڑکے کو تیری یوگک محویت کا اثر اسے بطور ورثہ کے ملے۔ اسے دتاترے! تو میرا بڑا لڑکا ہے۔ اس سے یہ سنسکار تجھے بطور ورثہ مجھ ہی سے ملے ہیں۔

انُوسوئیا کی اولاد

دتاترے نے ایک دن سوال کیا۔ ہم تین بھائی ہیں۔ میں چندر اور درباشا۔ ہم تینوں کی پیدائش کیسے ہوئی؟

انُوسوئیا نے جواب دیا " تردیو ایک دن اترے رشی سے ملنے آئے کہنے لگے اے رشی جس مرد کی شادی نہیں ہوئی وہ ادھورا کہلاتا ہے

اور اس کی زندگی غیر مکمل سمجھی جاتی ہے۔ پُرش میں دو انگ ہیں۔ پُر (بستی گھر اور جسم) اور اس (ہونا زندگی اور پران) پُرش وہ ہے جو جسم کے پُر کے اندر رہتا ہے اگر پُر (جسم) نہیں ہے تو پُرش کیسا؟ اس کے فطری جذبات یا تو غیر فطری طریقہ میں مغلوب رہیں گے یا وہ اپنے لیئے غلط راستہ نکال لیں گے۔ تم نے بہت اچھا کیا۔ جو شادی کرلی۔ دیکھو برہمہ کے ساتھ مایا۔ برہما کے ساتھ ساوتری وشنو کے ساتھ لکشمی اور شو کے ساتھ پاروتی رہتی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ تمہارے اولاد نہیں ہے۔ یہ بھی سخت کمی ہے۔"

اترے معترض ہوئے "دنیا میں آخر برہمچاری بھی تو ہیں" تردیو نے جواب دیا "برہمچریہ انسان کے لئے آئندہ زندگی کا ایک مرحلہ ہے جس میں وہ پڑھتا لکھتا۔ علم و ہنر سیکھتا اور آئندہ زندگی کی منزل میں قدم رکھنے کی تیاری کرتا ہے۔ ساری عمر برہمہ چاری بنا رہنا سخت غلطی ہے۔ کیونکہ اسکی وجہ سے متعدد اور مختلف عوارض لاحق ہونگے۔ آدمی کچھ دنوں برہمہ چریہ کرے۔ کچھ دنوں تک گرہستی بنے کچھ دنوں کے لئے بن پرستی ہو اور کچھ دنوں کے لیے سنیاس دھرم اختیار کرے یہ تو ہوسکتا ہے۔ لیکن تمام عمر کنوارا رہنا طبعاً اور فطرتاً طباً اور اصولاً اچھا نہیں ہے۔

اترے "لیکن دنیا میں ہیجڑے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اسیطرح کوئی کوئی فطرتاً برہمچاری بھی پیدا ہوتا ہے۔"

تردیو "ہیجڑا اپنا قدرتی نقص ہے۔ ناقص کی نسبت ہم کچھ نہیں کہتے وہ تو ادھورے کے ادھورے ہی ہیں۔ اگر انسان کامل ہونا چاہے اور

انسانی کمالات سے محروم نہ رہنا چاہئے تو وہ شادی ضرور کرے مستثنیات کا یہاں کوئی ذکر نہیں ہے۔ اشادی کا لعدوم شادی سے معدوم کے برابر ہیں۔

اترے۔ اگر شادی نہیں ہوئی تو ہرج کیا ہوا؟

تردیو۔ اولاد نہ ہوگی پتر نہ ہوگا۔

اترے۔ تو نقصان کیا ہوگا؟

برہما نے کہا۔ پُت ایک نرک ہے۔ جس میں بے اولاد ڈھکیلے جاتے ہیں۔ تر کہتے ہیں تارنے والے کو۔ جو پُت نامی نرک سے تارے وہ پُتر کہلاتا ہے۔ شرادھ ترپن بھی کون کرے گا۔ یہ فرض بیٹا ہی ادا کر سکتا ہے۔

وشنو بولے۔ بھائی! میں نے بے اولادوں کو اکثر دیکھا ہے کہ بوڑھاپے میں جب بوڑھے آدمی کو امراض گھیر لیتے ہیں۔ تو کوئی شخص دوا دارو اور پانی تک دینے والا نہیں ہوتا۔ یوں ہی جیتے جی اسے نرک ہوتا ہے۔

شوجی نے زبان کھولی۔

دُنیا میں نہیں کوئی ہے فرزند سے بہتر
آرام کوئی لختِ جگر سے نہیں بڑھکر

اترے۔ میں نے ادہر توجہ نہیں کی ساری عمر جپ تپ میں گذاری اب کیا کرنا چاہئے۔

تردیو۔ اولاد پیدا کیجئے۔

اترے۔ کس طرح؟

تردیو "ہم انوسویا کو دوا اور دُعا دیتے ہیں۔ہم تین ہیں تمہارے تین لڑکے پیدا ہونگے"

اس قدر قصّہ سُنا کر انوسویا نے دتاترے سے کہا۔ بیٹے تردیو کی دوا اور دعا سے یکے بعد دیگرے میری کوکھ سے تم تین لڑکے پیدا ہوئے۔ دتاترے۔چندر اور درباسا۔

دتاترے۔میرا نام دتاترے کس خصوصیت کی نظر سے رکھا گیا؟"

انوسویا" دتا (دیا ہوا) ترے (تین دیوتاؤں کا) تین دیوتاؤں کی دُعا سے تو پیدا ہوا تھا۔تیرے باپ نے تجھے اُن کا عطیہ سمجھا اس لئے یہ نام دیا گیا"

دتاترے "کیا میرے دو بھائی تردیو کے دئے ہوئے نہیں تھے؟ پھر ان کا نام میرے طرح کیوں نہیں پڑا"؟

انوسویا۔ تو سب سے بڑا ہے۔اس لئے تینوں دیوتاؤں کا گہرا سنسکار تجھے ملا شوجی نے خاص کر تجھے اپنا ظہور قرار دیا اسلئے یہ نام تجھے بخشا گیا"

دتاترے۔کیا مجھ میں صرف شوجی کا سنسکار ہے؟"

انوسویا "نہیں۔تینوں کا ہی ہے۔ شو کا زیادہ ہے۔وشنو کی سمجھ بوجھ بھگتی تجھے ملی۔ برہما نے اپنا ویدگیان تجھے دیا۔ اور شو نے اپنی محویت استغراق اور بے پروائی عطا کی۔

دتاترے "اور چندرا"

انوسویا۔چندر میں وشنو کا تیج۔خوبصورتی۔سیتل تائی کا حصہ ہے۔ وہ پالیسی باز اور حکمت عملی سے کام لینے والا ہے۔

دتاترے:" اور دُرباسا۔؟"

انوسویا۔ دُرباسا میں برہما کا سنسکار آیا۔ برہما وید ودیا کے ادھشٹاتا ہیں۔ ان کے یہاں کرم دھرم بہت چلتا ہے۔ برہما کے اتھرووید میں جنتر منتر تنتر بھی آتے ہیں۔ جن سے مارن موہن اُچاٹن کا عمل کیا جاتا ہے۔ اِس وجہ سے برہما کو لوگ کم پسند کرتے ہیں۔ اُن کے آئین سے لوگ اِتنے متنفر ہو گئے ہیں کہ انہیں ایک طرح پر دیوتاؤں کی برادری سے خارج کر رکھا ہے۔ شو اور وشنو کے لاکھوں مندر ہر جگہ ملیں گے۔ برہما کا صرف ایک مندر ہے جو پشکر میں ہے۔ دُرباسا نے اتھروَوید کا بہت مطالعہ کیا۔ اِس کے اندر دُر (بُری) باسا (باسنا) آئی ہوئی ہے وہ سب کو بد دُعائیں دیا کرتا ہے اور برہما کی طرح اِسے بھی کوئی پسند نہیں کرتا۔"

دتاترے۔ تعجب ہے کہ ایک ہی باپ کے تین لڑکے ہیں اور تینوں مختلف الطبع اور مختلف المزاج ہیں اس کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوگا۔"

انوسویا۔ سبب تو ہے۔ تجھ میں شو کا تموگن زیادہ ہے چندر میں وشنو کا ستوگن انش کثرت سے ہے۔ اور دُرباسا میں برہما کا رجوگن انگ زیادتی کے ساتھ داخل ہو گیا ہے۔

اے بیٹے! یہ جگت ترگن آتمک ہے۔ اس کے رچنا تین گنوں ست رج اور تم سے ہوتی ہے۔ یہ تین گن پرکرتی کہلاتے ہیں۔ جس میں جو پرکرتی زیادتی کے ساتھ ہوتی ہے۔ وہ اسی کی مجسم شکل بن جاتا ہے۔ یہ اختلافِ طبع کا باعث ہے۔"

دتا ترے ۔" میں اسے تو سمجھ گیا۔ اس پر تجھ سے زیادہ سوال نہ کروں گا۔ ایک بات باقی رہ گئی ہے اسے سمجھا دے۔"

انوسوئیا۔ "وہ کیا ہے۔؟"

دتا ترے۔" میرے باپ رشی ہیں اور رشیوں میں ممتاز ہیں ان کا شمار سپت رشیوں میں ہے۔ وہ فطرتاً صاحب ضبط۔ اور دل اور حواس پر قابو رکھنے والے مشہور ہیں۔ ان کی اولاد کیسے ایسی مختلف المزاج پیدا ہوگئی۔ اس کے سوا میں دنیا دیکھتا ہوں کہ اکثر ولی کے گھر میں شیطان اور شیطان کے گھر ولی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اس کا کیا سبب ہے؟ یہ سبب پرکرتی کے کس قانون کے ماتحت ہیں؟"

انوسوئیا۔" میں نے اسبات پر ایک مرتبہ تیرے باپ سے سوال کیا تھا۔ انہوں نے جو جواب دیا تھا۔ اسے ..... تو بھی سن لے۔ میری تو تسلی ہوگئی ہے۔ تیری بھی تسلی ہوجائے گی۔

اترے رشی نے یہ کہا تھا کہ اولاد کی پیدائش باپ کے قوت خیال کے تابع ہے۔ جب مرد عورت کے ساتھ ہم بستر ہوتا ہے۔ اسوقت اس کا جیسا مضبوط خیال ہوتا ہے۔ ویسی ہی کی اولاد پیدا ہوتی ہے۔

ماں کے رج (خون حیض) اور باپ کا بیرج (پران تتو) جس وقت رلتے ملتے ہیں آکاش منڈل میں اسی قسم کی آتمائیں (ارواح) منڈلاتی رہتی ہیں۔ اور قالب یعنی جسم کے بنتے ہی وہ اس میں داخل ہوجاتی ہیں۔

اترے رشی نے تیرے گربھا دہان (وضع حل) کے وقت شو جی کا تصور کیا تھا۔ وہ پرمیشور اور دیوتاؤں میں مہا دیو کہلاتے ہیں۔ تیری روح میرے گربھ میں آکر سماگئی۔ اور تو اسی اثر کے ماتحت پیدا ہوا۔

دوسری مرتبہ اُنہوں نے وِشنو کا خیال کیا۔ اس سے چندر کی پیدائش ہوئی۔

تیسری مرتبہ برہما جی کا خیال کیا تھا اُس کے زیر اثر دُرباسا پیدا ہوا۔ یہ سبب ہے کہ اولاد میری مختلف المزاج پیدا ہوئی۔ آدمی کا خیال ایک حالت میں نہیں رہتا۔ وہ ادلتا بدلتا رہتا ہے۔ نیک خیالی بہتر ارواح کو بدخیالی بُری ارواح کو اور شمول الخیالی اور شمول الاوصاف کو حمل کی جانب کھینچ لاتی ہے۔

جس کا جیسا وقت پر ہوگا خیال
ہوں گے ویسے بیگماں اطفال و آل
نیک اگر ہے دل کا لڑکا نیک ہے
گر بدی آئی۔ بدی میں ایک ہے
اس طرح تولید کا سامان ہے
گھروں کے آمد شیطان ہے
وقت پر بدکار اگر ہے نیک بخت
اس کا لڑکا نیک ہو نیکو سرشت

دتاترے: تو نے اسبات کو نہایت صاف الفاظ میں میرے ذہن نشین کرا دیا۔ میں حیران تھا کہ کیوں ایسا ہوتا ہے؟

نیک بد کے گھر میں پیدا ہوتے ہیں
بد کے گھر خوشدل ہویدا ہوتے ہیں

گورو کی قدر و منزلت (۵)

دتاترے نے یوگ و دیا میں کمال حاصل کیا۔ سمادھی لگنے لگی ماں دیکھ دیکھ کر خوش ہوتی تھی۔ باپ بھی اس کی وضع قطع کا شائق نہیں تھا۔ انہوں نے کتنے دنوں ہفتوں یا مہینوں میں اس عمل کی مشاقی کا کمال حاصل کر لیا۔ اس کا پتہ مذہبی نوشتہ جات سے نہیں ملتا۔ قیاس کہتا ہے کہ ان کو زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی تھی۔ چراغ میں تیل اور بتی پہلے ہی سے موجود تھے۔ صرف شعلہ کی دکھانے کی ضرورت تھی اور وہ ایک بارگی روشن ہو گیا۔

جس کی فطرت میں ہے یکسوئی کی خو
روح کی دل لیکے اُڑ جاتا ہے بو
اُس کو حاصل دل کا استغراق ہی　　　کب اُسے محنت مشقت شاق ہے
دل میں جسکے ہیں تمنائیں بھری
اس کو حاصل کیوں ہو دل کی برتری
ہو کے متحرک وہ ڈانواڈول ہے
وہ بُرا کیا؟ خول کا وہ پول ہے
ایک سر میں آئے جب سودا ہزار
وہ فنا فی النار ہے اور بے قرار

مضطرب دل شغل کا شاغل نہیں
باتیں چاہے سو کرے عامل نہیں
مسلک سالک نہیں ہے قیل و قال
اس کے اندر ہو تو اُر د حق کا حال
حال ہو۔ اور ترک ہو سب قیل و قال
تب اسے ہو اس کا کچھ حاصل کمال

دتا ترے محویت میں رہنے لگے۔ انہیں روحانیت کا سرور ملنے لگا۔ اور وہ مست اور بے خود ہو کر خاص رنگ میں رنگ دیئے گئے۔ ماں نے تو اپنے تینوں ہی لڑکوں کو یکساں تعلیم دی تھی۔ لیکن سب کے طبعی اُفرات مختلف النوع تھے۔

مستی کی مستی۔ مستی کی جب آگئی ادا
مستی کی تہہ میں آپ ہوا جلوہ گر خدا
بے خود کی بیخودی میں خدا کی ہی شان ہے
دل میں خدا سمایا۔ خدا جسم و جان ہے
خود تھا وہ خود ہی آیا۔ خدا تھا تو آگیا
اپنی خودی میں آپ ہی آکر سما گیا
ایمان ہے خدا۔ تو خدا دین پاک ہے
اس راز کو نہ سمجھے وہ مردود خاک ہے
حرکت کے اور سکون کے خدشات مٹ گئے
اب کیا رہا ہے دل کے جو جذبات مٹ گئے

وہ مست متوالے ہو گئے۔ ماں ملنے آئی۔ یہ اُس کے قدموں

یلیں گرے۔

فضل سے تیرے ہوئے یہ دن نصیب
اب نہ دشمن ہے نہ کوئی ہے رقیب
زندگی ہستی کی ہے با صد سرور
رنج و غم کافور اور کلفت ہے دور
تو محیط کل جہاں ہر چار سو
ہر زباں پر تیری ہی ہے گفتگو
میں نے سمجھا تھا کہ تو ہے شخصیت
فرد ہے فردیت اور فردیت
جس طرف جاتی ہے اب میری نظر
دیکھتا ہوں تجھکو ہر جا سر بہ سر

الوسوئیا۔ یہ سب تجھے کیا ہوگیا؟

دتاترے۔ تو نے جیسا بنانا چاہا تھا بن گیا۔

الوسوئیا۔ میں تیری ماں ہوں۔

دتاترے۔ تو آفریدگار عالم اور پروردگار خلایق ہے۔ تیرے فضل و کرم کا دروازہ سب کے لئے یکساں طور پر کھلا ہوا ہے۔ جو تجھے محدود الجسم سمجھتے ہیں۔ سخت غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔ تو جُز ہے تو کل ہے تو گلزار ہے تو گل ہے۔

اے آفتاب روشن گر زمانہ
دُنیا میں دین میں تو ہر ایک کا یگانہ

سب میں رما ہوا ہے سب سے ملا ہوا ہے
تو شکل ہے ملا کی خود تو خلا ہوا ہے
تیری نظر ہے سب پر تو صاحب نظر ہے
جز او رکل کی ہر جا اصلی تجھے خبر ہے

دُرباسا۔ یہ جنونی ہے ماں کو نہیں پہچانتا اس کو برہمہ اور ایشور سمجھ رہا ہے۔

چندر۔ یہ خبطی اور مخبوط الحواس ہو گیا۔ لحیم شحیم موٹا تازہ ہے ایسا نہ ہو۔ کسی کو مار بیٹھے۔ یہ گھر میں رہنے کے قابل نہیں ہے۔

انوسویا۔ نہیں۔ یہ مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے طبیعت سادھن کرنے سے مستی میں آگئی ہے۔ اسے روحانی نشہ چڑھا ہے۔

دُرباسا۔ تو نشہ باز کو کسی رشی آشرم میں رکھنا مناسب نہیں ہے۔

دتاترے۔ ان سب لوگوں کی باتیں سنتے رہے نہ رنج نہ خوشی۔ ماں کے پالوں کو بوسہ دیا۔ اور

نہ سُدھ بدھ کی لی اور نہ منگل کی لی
نکل گھر سے بس راہ چلنے کی لی

گورو بھگتی (۶) جاگرت اوستھا میں

دل میں ہے دلدار اور دلبر کہیں
پردہ میں ہو یا وہ پردہ نشیں
دل مکاں ہے اس میں رہتا ہے خدا

اہلِ دل سے وہ نہیں ہرگز جُدا

مست رند مشرب قلندر گھر سے باہر نکلا۔ انوسوئیا اور اترے نے اُسے روکنا مصلحت نہیں سمجھا۔ جانوروں پرندوں وغیرہ کا دستور ہے وہ جہاں بالغ ہوئے۔ اسیوقت ماں باپ کا ساتھ اور سہارا چھوڑ دیتے ہیں۔ انسان ہی ایک ایسا مخلوق ہے جو اولاد کو اپنے گلے کا ہار بنا رکھتا ہے اور اپنی مصیبتوں کو سہتا ہوا ان کے درد اور تکلیفوں کو بھی برداشت کرتا رہتا ہے۔

یہ چلے۔ راہ میں ایک سانپ دکھائی دیا۔ جو ایک جانور کے سوراخ سے نکل کر دوسرے جانور کے سوراخ میں داخل ہو رہا تھا۔ سانپ خوبصورت اور خوشرنگ تھا۔ دتاترے نے اسے نمسکار کیا اور کہا تو انوسوئیا گرو ہے۔ دُنیا میں آیا گو تو زیادہ دنوں تک جیتا ہے لیکن اپنے رہنے کے لئے مکان نہیں بناتا۔ جہاں جس کے گھر میں موقع ملا اُسی میں رہکر گذر کر لیا۔ تو نے مجھے کیسا موثر سبق سکھایا ہے۔ میں بھی یہاں رہنے کا مکان نہ بناؤں گا۔ جہاں سینگ سمائی۔ وہاں گذر بسر کر لوں گا۔ اور مست ہوکر یہ نغمہ گانے لگے۔

کیا محل مکان بناتا ہے کیا سجواتا اور سجاتا ہے
یہ دُنیا جائے قیام نہیں دو دن میں یہاں سے جاتا ہے
کنک جڑت جین محل بنا یا کہتا ہے گھر میرا ہے
نا گھر تیرا نا گھر میرا چڑیا رین بسیرا ہے

سانپ نے ان کی طرف کیا توجہ کی ہوگی! وہ بل میں سما گیا۔ یہ

آگے کی طرف بڑھ نکلے۔ ایک بھڑبھوجے کی لڑکی ہاتھ میں موسل لئے ہوئے دھان کوٹ رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں دو کانچ کی چوڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ جو دھان کوٹتے ہوئے کھڑکھڑاتی تھیں۔ یہ وہاں کھڑے ہوگئے۔ لڑکی کو چوڑیوں کا کھڑکھڑانا بُرا لگا۔ اسی وقت ایک چوڑی ہاتھ سے نکال دی۔ کھڑکھڑانا بند ہوگیا۔ اور وہ شانتی کے ساتھ دھان کوٹنے لگی۔

دتاترے نے اُسے نمسکار کیا۔ دراے انوسوئیا گرو! تو دھنیہ ہے۔ تو نے کیا اچھا وحدت کا سبق اس وقت دیا ہے۔

دو میں کھٹ پٹ ہوتی رہتی ہے یہاں
ایک میں اس کا نہیں وہم و گماں
ایک کی یکتائی ہے مرغوبِ دل
دو کی دوچتائی کسے بھائی کہاں
مسلہ توحید و وحدت کا سبق
یاد رکھوں گا ہمیشہ ہر زماں
دو میں رہتی ہے ہمیشہ قیل و قال
خیال کیسے آئے رہتا ہے نہاں
شرک کا مشرب نہیں مجھکو پسند
دو کی صحبت سے رہے امن و اماں

لڑکی نے انھیں دیکھا۔ ان کا گانا سنا۔ سمجھا کوئی بھکاری فقیر ہے۔ دھان کو پھٹکا پچھوڑا۔ دو مٹھی لاکر دیا بابا!!! اسے لو۔ انہوں نے خوشی خوشی اُسے لے لیا۔

رزق یوں ملتا ہے قدرت میں اگر
کیوں کروں محنت کہ وہ ہے سخت تر
قدرتی آئین کا یہ انتظام
ہر جگہ میں دیکھتا ہوں صبح و شام
جس جگہ لکڑی ہے دیمک ہے وہیں
پانی کی مچھلی ہے پانی میں مکیں
ماں کی چھاتی دودھ سے جب بھر گئی
بچّہ کی بننے لگی تب زندگی
رزق پہلے بعد میں ہے رزق خوار
یہ مقدّر ہے۔ مقدّر میں شمار
فکر میں رہتا ہے خود جب کارساز
فکر میں انسان کرے کیوں سازباز

لڑکی نے کیا سمجھا ہوگا! کون کہہ سکتا ہے۔ وہ کام میں مصروف ہوئی اور اُنہوں نے اپنا راستہ لیا۔

آگے بڑھے کوئی چیلہ پنجے میں گوشت کا ٹکڑا دبائے اُڑی جا رہی تھی گدھ عقاب کوّے شور مچاتے ہوئے جھپٹے۔ اس پر حملہ آور ہوتے ہی کوّے کہ چیل نے گوشت کے اس ٹکڑے کو پھینک دیا۔ یہ لڑاکے پرند اس کی طرف متوجہ ہو کر لڑنے بھڑنے لگے۔ اور یہ درخت کی شاخ پر بیٹھی ہوئی ان کی خود غرضی کے جنگ و جدل کا تماشہ دیکھنے لگی۔ آپ نے اسے نمسکار کیا "اے گرو انوسوئیا! تو نے اس وقت چیلہ کی صدد اختیار کر کے مجھے تیاگ اور ویراگ کی تعلیم دی۔

چھوڑ کر دنیا کے حرص و آز کو
گیانی پھرتے رہتے ہیں آزاد ہو

مال دینا جاہِ دنیا سیم و زر
خوف کے باعث ہیں با رنج و خطر
توڑ کر بندش کی اس زنجیر کو
سیکھ آزادی کی اب تدبیر کو
تیاگ سے ویراگ سے چھوٹیگا تو
اور نہیں تدبیر کچھ اے نیک خو

چیلہ بیٹھی تماشہ دیکھتی رہی۔ یہ بھی اس کش مکش کے منظر کو دیکھتے رہے۔ جب چیلہ اُڑ گئی۔ اُنہوں نے بھی نقل مقام کیا اور گاتے ہوئے آگے کی طرف قدم بڑہایا۔

دنیا نہ ہاتھ آئی جو کی اُس کی آرزو
یہ آئی ہاتھ آپ ہی چھوڑی جو جستجو
وہ نا اُمید ہوتا ہے جسکو امید ہو
مایوس کب ہو اس کی یہ جب کرید ہو
دینا نہیں ہے ایک نہ لینا ہے دو مجھے
یہ ہے تماشہ گاہ۔ بتاؤں میں کیا تجھے
تو ہے تماشہ بین۔ تماشے کو دیکھ خوب
دریا میں اس تماشہ کے ناحق کو اب نہ ڈوب

آگے بڑھے۔ جاتا کہیں تھا کہیں جا نکلے۔ کسی جھیل کے کنارے پہونچے کوئی ماہی گیر کنٹیا لگائے ہوئے مچھلی پکڑنے کی تاک میں لگ رہا تھا۔

دتاترے نے پوچھا: "بھائی مجھے ..... پہاڑ کی طرف جانا ہے۔ راہ بھول گیا ہوں راستہ کا پتہ دیدے۔ اس نے کچھ جواب نہیں دیا۔ دوبارہ سوال کیا گیا۔ وہ خاموش رہا۔ یہ انتظار میں کھڑے رہے۔ ایک بارات باجے بجاتی ہوئی ہاتھی گھوڑے اونٹ گاڑی آگئی پالکی کے جلوس کے ساتھ آئی اور گئی۔ مچھوائے نے اس کی طرف مطلق التفات نہیں کیا۔ پانی میں مچھلی کودی۔ کنٹیا میں پھنس گئی اس نے پکڑ کر ٹوکری میں رکھا۔ یہ کھڑے ہوئے تھے۔ ان پر نظر گئی پوچھا۔" بھائی! کیا چاہتے ہو۔ مچھلی درکار ہو تو حاضر ہے۔" یہ ہنسے۔ "ہے گرو! تو مبارک ہے۔ اس وقت تو نے اپنے کرتب سے مجھے سادھی کا نظارہ دکھایا۔ میں مچھلی کا شائق نہیں ہوں۔ راستہ کا پتہ دے۔ اس نے پتہ دیا یہ چل کھڑے ہوئے اور گاتے بھی تھے۔

دل کی یک سوئی میں ہے آوازِ دل
دل ہو قابو میں ملے تب سازِ دل
اپنے پنجے میں پھنسا ! شہبازِ دل
وہ بتادے گا تجھے خود رازِ دل
دل میں دل کا راستہ ہے مختفی
چاہتا ہے دل ہو دل کی دل لگی
جب لگن دل کی لگے۔ تب راہِ دل
سوجھیگی دل ہو گا خود آگاہِ دل
دل میں ہے دل کو پتا ملتا نہیں
جب ہو ساکن دل میں دل ہلتا نہیں

یہ اگر آجائے حالت اے عزیز
تب کرے گا حق حقیقت کی تمیز
یہ چلتے۔ چلتے ہوئے بھی سمادھی لگی ہوئی تھی۔
خواب و بیداری جو یکساں ہو گئے
مشکلات راز آساں ہو گئے
دم میں استغراق ہو یکسر نصیب
ہو رسا دل پہونچے دلبر کے قریب
محویت مجذوبیت۔ دل کے ہیں راز
با نیازی دل میں ہے اور دل میں ناز

سامنے پہاڑ سر بہ فلک کشیدہ کھڑا ہوا تھا۔ رند مست اُسی سے بات چیت کرنے لگا۔ تو اونچا ہے۔ کیوں اونچا ہے؟ ہزاروں لاکھوں چیونٹیوں کو تجھ سے پناہ ملتی ہے۔ گرمی سردی برسات کی سختیاں برداشت کرتا ہے۔ بجلی گرتی ہے سینہ شق ہے اس سے جھرنے جاری ہیں۔ پانی سے ارد گرد کی زمین سیراب ہوتی ہے۔ سادہو کو ھزار کوئی سخت سست کہہ جائے اس کے دل کو ٹھیس نہیں لگتی۔ تجھ پر کتنے ہی صدمہ گذریں۔ تو اپنی جگہ نہیں چھوڑتا۔ ٹانگیاں لگتی ہیں۔

سنگتراش پتھر کھودتے ہیں۔ تجھے زخمی کرتے ہیں۔ انتقام کشی کا خیال تک تیرے دل میں نہیں آتا۔ ہیرے جواہرات کی کانیں تجھ میں نکلتی ہیں جو تجھے کھودتا ہے۔ دولت مند ہو جاتا ہے اور دل کو ٹھنڈک دینے کے لئے تو تڑپتا ہے۔ جن جانوروں سے دنیا ڈرتی ہے۔ نفرت کرتی اور دور بھاگتی ہے وہ تیری پناہ میں رہتے ہیں۔

شیر چیتوں ریچھ کا ما من ہے تو
اژدھا اور سانپ کا مسکن ہے تو
اے مجسّم حلم تجھکو بار بار؛
کورنش آداب صد صد - صد ہزار

تو اصلی سادھو ہے - تجھ میں سادھنا کا کمال ہے - تو گورُو ہے زبان قال کی طرف سے ظاہراً گونگا ہے لیکن زبانِ حال سے ہر وقت سبق آموز رہتا ہے تو گورُو ہے"

پہاڑ کے دامن کی طرف نظر گئی - زمین کو دیکھا اس کے ساتھ ہمکلامی ہونے لگی .... اے زمین! تو انوسوئیا ماتا ہے - سب کو پالتی پوستی کھلاتی پلاتی رہتی ہے - سب تجھ میں اور تجھ سے پیدا ہوتے - تجھ میں بستے رہتے سہتے اور تجھ ہی میں سما جاتے ہیں تو جڑ نہیں - چیتن مورتی ہے - برہم کا پرتیکش روپ ہے -

ہم میں جو یہ جسم و دل اور جان ہے
ہم میں گیان الوماں اور پران ہے
ہیں عطیۓ تیرے اے اقدس زمین
عنصروں میں تو ہے سب میں بہترین
تجھ میں آب و خاک و آتش کا مکاں
تو نہ ہوتی یہ کدھر رہتے کہاں
تو گورُو ہے تو ہے ماں سب کچھ ہی تو
تیرے ہی باعث ہے سب کی آبرو

چیونٹی کیڑے کوڑے شہد کی بھنبھناتی ہوئی مکھیاں آئیں - اور

زبانِ حال میں ان کے ساتھ ہم کلام ہوئیں درختوں پر نظر گئی ان کے پتے بلے، ہوا کے جھوکوں سے جھانجھ مردنگ اور بانسری کی طرح بجنے لگے۔ یہ سُنکر خوش ہو گئے۔ سب کو گُرُو روپ تصوّر کیا۔ سب سے قدرت کا سبق لیا۔ سارا جگت ان کی درشٹی میں گُرُو سروپ پرتیت ہونے لگا۔

دتاترے جی کی گورو بھگتی اس طرح کی تھی۔

کوئی ان کی آنکھوں کے جور و برو تھا
گورو تھا گورو تھا گورو تھا گورو تھا

(۷)

گُرُو بھگتی (سوپن اوستھا میں)

چلتے چلتے شام ہو گئی تھی۔ بھڑ بھوجے کی لڑکی نے جو چاول دئے تھے انھیں پانی میں تر کیا جب وہ نرم اور ملایم ہو گئے۔ اُنہیں کھالیا پہاڑ کے جھرنے سے پانی بہہ رہا ہے۔ چلو سے اُسے پی لیا۔ اور ایک پہاڑی گپھا میں چٹان کے ننگے فرش پر لیٹ گئے۔ نیند آگئی سو رہے۔ عالمِ واہمہ کا خیال ایک قلم معدوم ہو گیا۔ کسی اور دُنیا میں گذر ہوا۔ جس کے تماشے کم مسرت خیز اور فرحت انگیز نہیں تھے۔

خواب بیداری میں بیداری میں خواب
آب بیداری میں باخوابی میں تاب
جب ہیں ہم بیدار باہر آفتاب

سوئے جب باطن میں دیکھا آب و تاب
ظاہر اور باطن جُدا ہرگز نہیں
جسم ظاہر میں ہے یہ باطن مکیں
چشموں میں ہے جیسی روانی آب کی
چشم میں ہے تاب آب و تاب کی
جو ہے باطن میں وہی ظاہر میں ہے
جو ہے بھیتر میں وہی باہر میں ہے
ظاہری یہ عالمِ ناسوت ہے
باطنی یہ عالمِ ملکوت ہے
آنکھ کھولی تو منظرِ کثرت بینا
بند کر لی اثنیت سے ملے با خدا
ظاہر اور باطن کا یہ رازِ خفی
صحبتِ مرشد سے ہوتا ہے جلی
دونوں یکساں دونوں میں یکسانیت
اِس میں کثرت ہے تو اسمیں اثنیت[1]
ہر دو کے قدرت کے تماشے ہیں عزیز
کچھ دنوں صحبت ہو تب آئے تمیز
پیر کی صحبت ہو لمحہ کے لئے
سو برس کی بندگی کیا چیز ہے
وہ نہیں اس کے برابر ہے کبھی
کر کے صحبت دیکھ لو تم سب جیتے جی

[1] دوپنا

صحبتِ مرشد ہے از خلدِ بریں
آیا جو صحبت میں حق سے ہے قرین
یہ قرین ہے وہ تو پھر بھی دور ہے
مہرِ روشن یہ وہ عکسِ نور ہے
اصل میں اور نقل میں جو فرق ہے
بھید اس میں غرب سے تا شرق ہے

دتا تیرے گورو کا تصور کرتے ہوئے خواب میں سے گئے تھے ادھر باہر کی طرف سے آنکھیں بند ہوئیں اُدھر اندر کی طرف کھلیں بیداری اور خواب کے درمیان ایک پردہ حائل تھا۔ جاگنے والا پردہ کو اُٹھا کر خوابگاہ میں آیا۔ اور خواب میں جانے سے پہلے پردہ کو گرا دیا وہ منظر نظر سے اوجھل ہوا۔ دوسرا اسی وقت آنکھوں کے سامنے آیا۔ اس میں صرف دو عنصر تھے ایک اہلِ خیال اور دوسرا خیال۔ خیال کا دریا اہلِ خیال کی طاقت پاکر خوشی میں آیا۔ سمندر کی تموّج کا نظارہ تھا۔ سمندر میں موج حباب ننھی ننھی بوندیں اُچھلتی کودتی دکھائی دیتی ہیں۔ اس میں خیال کے صورتوں کی صورتگری ہوتی ہے۔ دریائی حباب کی طرح صورتیں بننی بگڑنی شروع ہوجاتی ہیں۔ پل مارنے کی دیر نہیں ہوتی۔ خیال کے دل میں آتے ہی پُھدکتی ہوئی صورتیں نظر آجاتی ہیں۔ لیکن اس کا کبھی خیال نہیں ہوتا کہ دل میں کسی قسم کا خیال کب اور کیسے پیدا ہوا لیکن خوابِ لطیف عالمِ خیال سے ہے اس میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں ہے۔

خیال چیز ہے کیا دلکی یہ روانی ہے
روانی ایسی کہ چشمہ کا جیسا پانی ہے
حباب و موج ہیں کیا؟ صورتیں ہیں پانی کی
دل اور جسم ہیں کیا؟ یہ خیالی اور وہمی
خیال و وہم کی نہریں دلوں سے بہتی ہیں
خیال سے ہوئیں پیدا اسی میں رہتی ہیں

خواب ہوا۔ دیکھتے کیا ہیں کہ انوسوئیا۔ اترے۔ درباسا۔ چندر چاروں موجود ہیں۔ یہ اُٹھے سب سے پہلے انوسوئیا کے قدموں میں گرے۔

بند تم گورو دیو مورتی بند تم بید شکیم
بند تم اوّیکت انو پم بند تم بھو گنجنم

پھر باپ اور بھائیوں سے ملے۔

اترے نے پوچھا "تو گھر سے بھاگ کیوں آیا؟"
دُرباسا بولا سخت بد ذاتی کی صفت میں سب کو ایذا پہونچائی۔ چندر نے کہا۔ یہ حرکت نہایت بیجا اور اخلاق سے گری ہوئی ہے۔
انوسوئیا نے زبان کھولی پھرا ہوا ہو شیر کوئی جوں کچھار میں
اے بیٹے خوش ہو بستی میں بن کوہسار میں
دتاترے نے باپ کو جواب دیا "میں نہ کہیں آیا نہ گیا۔ آنا جانا وہم محض ہے تم سب کے سب میرے اندر اور میرے باہر جیسے پہلے رہتے تھے اب بھی رہتے ہو۔ آنکھ کھولی باہر بند کرلی اندر! اس کی شکایت ہی کیا ہے۔"

ازل ابد کا پتہ دل میں میرے رہتا ہے
خیال وسوسے دونوں ہیں دل یہ کہتا ہے
نہ کوئی آیا نہ کوئی گیا زمانہ سے
ملا نہ بچھڑا وہ غیروں سے یا یگانہ سے
خیال آیا تو آئے گیا خیال گئے
ہم اپنی ذات میں پہلے تھے جیسے ویسے رہے

بھائیوں سے بولے ''تم کو میری صحبت پسند نہیں آئی۔ خیال میں جُدائی کا وہم تھا تمہارے ہی خیال کی وجہ سے میں جُدا ہو گیا یا تم نے جُدا کر دیا؟''

خدا خود آیا ہے جب یہ خدائی ساتھ آئی
جدا وہ کیا ہوا کب یہ جُدائی ساتھ آئی
یہ آنا جانا فقط وہم کی نشانی ہے
حباب وہم کی صورت ہے اصل پانی ہے
جنہیں ہے واہمہ وہ وہم میں پھنسے آکر
ہوا جو وہم تو دلدل میں یہ دھنسے جا کر
نہ میں کہیں آیا نہ میں کہیں سے گیا
تمہیں عبث ہے دلی واہمہ کہوں میں کیا

اتریرشی ''دت اب گیانی ہو گیا اور گیانی بھی لاثانی ہے۔''
انوسویا ''نہایت خوشی کی بات ہے ایشور کے اشر کا بخشا ہوا لڑکا ہے اسے تو ہونا ہی ایسا چاہئے تھا۔''
دُرباسا ''یہ مکار اور فریبی ہے۔ باتیں بنانا سیکھ گیا ہے۔''

چندر۔ یادہو کے باز ڈھنگ ہے۔"

دتاترے۔ اپنے بھائیوں کی باتیں سُنکر ہنسے۔

تم میں کیوں ہے بغض اور کین حسد
تم کو کیا میں نیک ہوں چاہے ہوں بد
اپنا اپنا کام دیکھو بھائیو
جو ہو کرنا وہ سوچو بھائیو۔"

کب تک اور کتنے گھنٹوں تک یہ گفتگو ہوتی رہی کسے خبر ہے صبح کے مرغ نے بانگ دی۔ وہ صورتیں سایہ کی طرح کھسکتے یا برف کی طرح پگھلنے لگیں۔ قریب تھا کہ وہ معدوم ہو جائیں۔
دتاترے نے انوسوئیا کے پانوں کو بوسہ دیا۔ اور دم کے دم وہ سب کے نظر سے غائب ہو گئے۔

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

گورو بھگتی (سوشیتی کی داستھا ہیں)

جاگتے ہیں تو گورو ہیں پاس میں
سانس میں جذبہ میں اور احساس میں
کھانے پینے میں گورو کا نام لے
کام کرنے میں گورو کا نام لے

لکھنا پڑھنا ہے گورو کے نام میں
دھن دنیا سب گورو کے نام میں
کیا ہے اپنا ؟ کچھ نہیں گورو کا ہے سب
گورو نتیجہ ہیں تو گورو ہی ہیں سبب
جان دل و تن سے گورو پر ہے نثار
تیری بیداری کا ہے سب کاروبار
سوگیا جب خواب میں آئے گورو + خواب میں بھی ہے انہیں کی آرزو
نیند گہری آگئی ہے محویت
ہے گورو کے دھیان میں مجذوبیت

تین منزل یہ گورو بھگتی کی ہیں
ان میں کیا ہے ؟ تو نہیں ہے اور نہ میں
پہلے سمرن ۔ دھیان پھر پیچھے بھجن
روح ہیں گور دل گورو ہیں گور ہیں تن

بھگتی آسان سے زیادہ آسان ہے ۔اس میں وقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا ہاں اہلیت ظرفیت اور خیال کا مادہ قبولیت درکار ہے تن من ۔ دھن سب گورو کے ارپن ۔ پھر کیا ہے ؟
گورو ہی گورو ہیں ۔ انانیت گئی میرا تیرا اپنا گیا ۔ بگڑا کچھ بھی نہیں ۔ سب بنتا ہی بنتا چلا گیا۔
گورو نے نہ کچھ لیا نہ دیا ۔ نہ گھر چھینا نہ دولت چھینی ۔ بال بچے

یگانہ بیگانہ۔ سب گورو کے نام پر نثار ہیں صرف اسی کا ہی سمجھ لینا ضروری ہے۔ گورو نہ جسم ہیں نہ دل ہیں نہ روح ہیں۔ بھگت بھی نہ جسم ہے۔ نہ دل ہے نہ روح ہے۔ پھر یہ کیا ہیں؟ کچھ ہیں بھی یا نہیں؟ ہاں ہیں۔ جسم دل اور روح تینوں صفات میں داخل ہیں۔ گورو ذات ہے اور بھگت بھی ذات ہے۔
پہلے صفات سے کام لیا پیچھے گورو کا نام لیا۔ ذات تو ہمیشہ ہی ذات ہے۔ جو صفات کے جھمیلے میں پڑے رہتے ہیں۔ وہ ذات کو نہیں سمجھتے اور نہ سمجھ سکتے ہیں۔ انہیں کوئی کیسے سمجھائے"

———— ××× ————

دتاترے نے اس راز کو سمجھ لیا۔ یہ جگت ان کی نظر میں گورو روپ ہوگیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے
اگر تاب ہے تن کا تو آب رو ہے
کہیں ہے لطافت کہیں ہے کثافت
کہیں گل کی رنگت کہیں گل کی بو ہے
کثافت لطافت سے اونچا ہے پایہ
اِدھر ہے اُدھر اپنے ہر چارسو ہے
وہی اپنے دائیں وہی اپنے بائیں
گورو ہی گورو ہے گورو ہی گورو ہے
یہاں ہے وہاں ہے عیاں ہی نہاں ہے
وہی سب ہے پھر کس کی اب جستجو ہے

سو کر اُٹھے۔ اوپر نیچے دائیں بائیں سر پر اور پاؤں کے تلے پہاڑ ہی پہاڑ نظر آیا۔ قہقہہ مار کر ہنسے یہ پہاڑ گورو بن کر مجھے ذہن نشین کراتا ہے کہ گورو شخصی اور غیر شخصی دونوں ہیں۔

وہی جز میں ہے اور وہی کل میں بھی ہے
وہی نخل بوٹے ہیں اور گل میں بھی ہے
وہی دل کی مستی وہی تن کی ہستی
وہی جام مینا ہے اور گل میں بھی ہے

سوچتے سوچتے محویت آگئی استغراق کا جذبہ اُبھر آیا ہوا۔ غفلت کے نو گس جوہر نے اپنا اثر دکھانا شروع کیا۔

جب یہ حالت آکر چلی گئی۔ حاجات ضروری کا خیال آیا۔ نہایا۔ دھویا گرمی گئی۔ ٹھنڈک آئی۔ چرواہے پہاڑ پر مویشیان لگائے۔ بکری اور بھینس چرنے آئے۔ انہیں دیکھا۔ نہا دھو کر۔ بدن پر بھبوت ملے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے۔ کم سن تھے لیکن خوبصورت تھے وہ ان کے پاس آئے۔ سادھو سمجھا۔ نمسکار کیا۔ باباجی!

دودھ پیو۔ یہ بولے "یہ بھی دودھ پلانے والی گورو اور سوئیا کی صورتیں ہیں۔"

ایک صورت میں نہیں اُس کو قیام
اُس کی صورت ہیں ہزاروں لاکھوں نام

دودھ پی لیا۔ ایک کتا دُم ہلاتا ہوا ان کے پاس آگیا اسے بھی دودھ پلایا وہ وہاں جم کر بیٹھ گیا۔

چرواہے مختلف عمروں کے تھے۔ ایک نے پوچھا باباجی!

"کہاں سے آنا ہوا ؟"

یہ بولے "یہی تو میں بھی جاننا چاہتا ہوں"

کہاں سے آیا کہاں جاوے گا۔ اس کا پتہ نہیں بابا۔

کیا کیسا اور کیونکر ہوں میں کسی نے کہا نہیں بابا۔

گورُو نے بھی یہ نہیں بتایا میں نے پوچھا ان سے نہیں۔

تم ہی کہدو۔ جانتے ہو۔ گر۔ میں نے سنا نہیں بابا

آنا جانا بھرم ہے من کا۔ بھرم میں یہ من رہتا ہے۔

بھرم مٹانے کی دھُن میں ہوں میں اب تک مٹا نہیں بابا

چرواہے "آپ مادرزاد ولی۔ یا۔ اوتار کسادھو۔ معلوم ہوتے ہیں"

دتاترے "تم جانتے ہو۔ تم گورُو کے روپ ہو۔ تم کو نمسکار ہے"

چرواہے۔ ان کی سیدھی سادھی باتیں سنکر دنگ رہگئے۔ ان کی صورت کی سادگی میں خاص قسم کی مقناطیسی کشش تھی۔ وہ فریفتہ ہوگئے۔ دن بھر گائے چرایا کئے۔ کوئی کوئی ان کے پاس بیٹھے رہے۔ یہ بھی چپ چاپ بیٹھے ہوئے تھے۔ کسی نے کچھ پوچھا تو دو لفظی جواب دیدیا ورنہ خاموش!

چرواہے پہاڑ سے سوکھی گھاس لائے آسن لگایا۔ چترکوٹ کے پہاڑ پر پھل پھول کم ہوتے ہیں۔ کروندا۔ جھڑبیری۔ مکوے تیندو۔ اور کیتھا بیشک ہوتے ہیں۔ چرواہوں نے ان کے بھی ڈھیر لگادئے شام کے وقت یہ گھر جانے لگے۔ انہیں دودھ پلایا۔

دتاتریہ نے جنگلی پھل سب کے سب ان کے حوالے کردئے۔ یہ اپنے گھر چلے گئے۔ مگر کہہ گئے "صبح کو ہم پھر خدمت میں حاضر ہوں گے"

دن بے شغلی کے شغل میں گذارا۔ شام ہوئی رات آئی۔ یہ گھاس کے ڈھیر پر لیٹ گئے۔ خواب میں انوسوئیا پھر آئی اور چلی گئی۔ گورو چیلا کے درمیان باہمی کشش ہوا کرتی ہے جو فاصلہ یا دوری دونوں پر اثر انداز نہیں ہوتی ان کے درمیان خیالی احساس کا سلسلہ چھڑا رہتا ہے۔

ذات مرشد پاس ہے تیرے مدام
گو ملا کرتا ہے اُن سے صبح و شام
سیکڑوں کوسوں کی دوری کچھ نہیں
باخبر چیلا۔ گورو کے ہے قرین
اُن میں اکثر ہوتی بھی ہے گفتگو
حسِ باطن کی ہو چیلے میں جو خو

خواب کی انوسوئیا کے چلے جانے پر یہ سوشپتی کی گہری نیند میں چلے گئے وہاں اس میں نہ رنج ہے نہ ملال ہے نہ کمال ہے نہ زوال ہے نہ جلال ہے۔ نہ جمال ہے یہ ایک عجیب طرح کی دنیا ہے۔

دل میں داخل ہو گئے پہلے حواس
خواب کی حالت ہے یہ کر لے قیاس
روح میں پھر جسم دل دونوں ملے

یہ سوشپتی نیند اگر ہی اُس کی ہے
کیا ہے یہ ؟ بے خبری کی بھی خبر
اب نہیں پس و پیش اور زیر و زبر
خود نہیں خود آیا خدا معدوم ہے
اور خدائی خود کی سب موہوم ہے
وہم سے تھے دُنیا کے سب حِس اور خیال
اُس جگہ اُن کا ہے روزانہ زوال
جسم و دل اور روح تینوں ہیں سلے
بیچ ہستی نیستی کے سب ملے
ہیں کہاں دل جسم روح اُنکا خیال
جاگنے پر ہوتا ہے ان پر سوال
یہ معمہ حل کیا کس نے کہاں
حل ہو جب حاصل ہو پھر ستر نہاں
اس جگہ وحدت ہے اور وحدانیت
اس جگہ ایزد ہے اور یزدانیت
اس جگہ ہیں روح اور روحانیت
اس جگہ ہے حق کی کُل حقانیت
مل گئے دونوں خدائی اور خدا
وصل ہے کوئی نہیں ان میں جُدا
ہو خبر تم کو تو دو ہم کو خبر
اب لگاؤ حرف پر زیر و زبر

پیش اور پس کوئی نہیں ہے یہاں
یہ عیاں کب ہے ہوا یہ کب نہاں
جب خدا تک ہوگیا معدوم دوست
پھر کہاں اُس کے ملینگے گوشت و پوست
بندے کی اب بندگی جاتی رہی
گندے کی اب گندگی جاتی رہی
بیج ہے یہ جسم اور دل کا عزیز
تخم کے تاثیر کی کچھ کر تمیز
روح کہتے ہیں اسے عقلا کبھی
یہ ہے جوہر اور خلاصہ مختفی
تینوں میں کوئی نہیں ہے پائدار
روح جسم اور دل کا پھر کیا اقتدار
روح جسم و دل سبھی فانی ہوئے
بوند دریا میں ملے پانی ہوئے
برہما وشنو شو یہ تینوں کھو گئے
تم کہو سکھپت میں جاکر سو گئے
کون ہے جسکو ملا اس کا پتا ؛ ہے کہاں بندہ کہاں پر ہے خدا
جھوٹی باتوں پر ہے سب کو اعتبار
یہ سمجھ بیٹھے خدا کو پائے دار
پائداری ہو تو دو اس کا نشان
ہے مکاں اہل مکاں یا لامکاں
برہمن کا بُت ہے پتھر کا بنا

یہ خیالی بُت خیالی ہی ہوا
بُت اگر پتھر کا ہے از بس کثیف
بُت خیالی کیا ہے؟ وہ از بس لطیف
دونوں ہی نظروں میں میرے ایک ہیں
تم نہیں سمجھے تو ہم اب کیا کہیں
ایک دن بُت نے برہمن سے کہا
میں تیری اپنی ہی صورت پر بنا
شکل پر اپنے بنایا ہے مجھے
اپنے جانب دیکھ کہتا ہوں تجھے
بُت پرستی کا ہے جوہر آپ تو
روح بُت کا خود ہے گوہر آپ تو
شیخ سے کہنے لگا یک دن خدا
میں ہوں کیا؟ بُت ہوں خیالی خود تیرا
بُت بنا کر مجھکو سجدہ میں گرا
اپنی جانب بھی نظر کر اب ذرا
جب سوشیشی میں گیا تو میں کہاں
کہہ اگر ہوں میں نہاں اور میں عیاں
ڈھونڈھ حق کو حق میں حق میں دیکھ حق
کر خیال اور وہم کے سینہ کو شق

دماتر ے ۔ غفلت کی نیند میں سوئے ۔ سوئے بھی تو خوب ہی سوئے
ہم اس کو سونا نہیں کہتے بلکہ سونا (بمعنیٰ ۔ طلا) اور (سو۔نا) ۔ سونا کہتے

ہیں۔

اُسٹے اُٹھ بیٹھے۔حسب معمول کوہستانی چشمہ میں جاکرنہایا دھویا اورآسن پر بیٹھ کرسوچنے لگے۔

(۱) جاگنا۔ سونا سوشپتی میں جانا کیا ہے۔

(۲) کون جاگتا ہے کون سوتا ہے۔کون سوشپتی میں جاتا ہے۔

(۳) وہ کیوں جاگتا ہے کیوں سوتا ہے۔کیوں سوشپتی میں جاتا ہے۔؟

(۴) جاگنے سونے سوشپتی میں جانے کی علامات حرکات اور سکنات کیا ہیں؟

دیر تک سوچا کیئے۔ کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی چرواہے آئے دودھ لاکر پلایا۔ توجہ کا رُخ بدل گیا اور ان کے ساتھ گپ شپ کرنے لگے۔گفتگو کا سلسلہ چھڑ گیا یارانہ بھی ہوگیا۔

چرواہوں سے مخاطب ہوئے۔"میں نے کل کہا تھا تم گورو کے روپ ہو۔ دراصل دُنیا میں یہ سب اسی کی صورت گریوں کی صورتیں ہیں۔ اگر میرا خیال صحیح ہے تو میں سوال کرتا چلوں۔ تم جواب دیتے چلو......

دتاترے۔ جاگنا۔ سونا۔ سوشپتی میں جانا کیا ہے.؟

چرواہے" ہاں ہاں! جی پوچھو۔ جانتے ہوں تو بتائیں گے نہ جانتے ہوں گے تو چپ رہیں گے۔"

دتاترے۔ جاگنا سونا۔سوشپتی میں جانا کیا ہے۔؟

ایک چرواہا۔"جسم کے گھر سے اندریوں اور اعضائی طاقتوں کا باہر نکل آنا دنیا کا کام کرنا یہ جاگنا ہے۔جسم کے گھر کی طرف اندریوں اور اعضائی طاقتوں کی واپسی اور جسم کے گھر کے اندر ان کا داخلہ سونا ہے۔ پڑے رہنے نیند

آگئی سو گئے ۔ یہاں تک تو اعضائے حواس اور اعضا کے برآمد درآمد کا سلسلہ ہے ان کے برآمد درآمد کا بند ہونا آرام راحت اور سکون کا معاملہ ہے ۔

ہم گائوں کو بیلوں بھینسوں کو چرائی کے لئے پہاڑوں پر لائے انہیں چھوڑ دیا یہ چرنے لگے ۔ ہم بیٹھے ہوئے ان کی نگرانی کر رہے ہیں ۔ اس عمل کو جاگنا کہا جاتا ہے ۔

گائیں چر چکیں ۔ گھاس پتے کھا کر آسودہ ہو گئیں ۔ ہم نے ڈنڈا اٹھایا ۔ گاتے چلاتے مویشیوں کو گھر لے گئے انہیں تھان میں باندھ دیا اور فارغ ہو کر کھانا کھایا کھاٹ پر لیٹ رہے ۔ یہ سونا یا خواب میں جانا ہے ۔ سوتے ہوئے ہم اپنی مویشیوں کا خیال رکھتے ہیں ۔ بڑبڑاتے بھی ہیں یہ سونا ہے اعضا اور حواس کے میدان سے واپسی ۔ گھر میں پہونچکر کھا پی لینا اور لیٹ رہنا یہ خواب اور سوپن کی دنیا میں جانا ہے ۔

دو حالتیں گذر چکیں نہ درآمد ہے نہ برآمد ہے مویشیوں کی آمد و رفت بند ہو گئی ۔ اب ہم پاؤں پھیلا کر آرام کرنے لگے نکر بے فکری خبر خبر گیری ۔ دین و دنیا کے جھگڑے سب چھوڑ بیٹھے ۔ اب آرام ہی آرام ہے اس کا نام سوشپتی (سو ابھی سوپ = نیند) یہ گہری نیند ہے ۔

جو سوئے تو اپنی خبر تک نہیں
کسی چور ڈاکو کا ڈر تک نہیں

یہ راحت سکون اور آرام ہے
انہیں راتوں بس یہی کام ہے

دتاترے۔ خوب! اچھا جواب دیا۔ اب یہ بتاؤ کون جاگتا ہے۔ کون سوتا ہے کون سوشپتی میں جاتا ہے"
چرواہے نے کچھ تامل کے بعد جواب دیا: جسم تو نہ جاگتا ہے۔ نہ سوتا ہے اعضا اور حواس بھی دراصل جسم کی طرح ظاہرا بےحس اور بےحرکت نظر آتے ہیں اور نہ یہ بطور خود بےآرامی اور آرام کی سمجھ رکھتے ہیں اس لیے اے رشی! یہ ہمارا دل ہی ہے۔ جو جسم اور اعضاء کو متحرک کرکے اُن سے کام لیا کرتا ہے۔ یہ کام لینا ہے۔ کام لیتے لیتے تھک جاتا ہے۔ لیٹ رہتا ہے اور اسی کو آرام راحت اور سکون کی سوجھتی ہے اگر ہم موشیوں کو کھولیں تو وہ کھلیں بند ہے رکھیں تو بند ہے رہیں یہی دل کا حال ہے۔ یہ انہیں کھولتا باندھتا ہے۔ اور پھر آرام کرتا ہے۔
دتاترے:" یہ جواب بھی معقول ہے۔ اب یہ بتاؤ۔ وہ کیوں جاگتا ہے کیوں سوتا ہے کیوں سوشپتی میں جاتا ہے۔؟"
چرواہا ہنسا۔ یہ سوال سہل ہے اس کا جواب آسان ہے۔ سُنو! بیٹھا بنیا کیا کرے۔ اس کوٹھی کا دھان اُس کوٹھی دھرے انسان کا دل فطرتاً چنچل بنا ہے۔ اس لیئے یہ بندر کی طرح

دن بھر اُچھلتا کودتا رات کو آرام کرتا ہے"

نیند میں یہ بے حرکتی با حرکتی
اور خودی ہے اُسکی ساتھی بیخودی
مضطرب کو چاہیئے صبر و قرار
منتشر دائم ہو کیوں با انتشار
سُکھ بھی ہو کچھ چین ہو آرام ہو
تاکہ راحت پائے دل خوشکام ہو

دتاترے۔ جاگنے سونے اور سوشپتی میں جانے کے علامات اور* چھوڑا ہا۔ سادھوجی! حرکات و سکنات کا خیال چھوڑیے۔ اس سوال کا تو میں جواب دے چکا۔ اب صرف علامات کا ذکر سنئے۔ بیداری کے وقت پران چلتے ہیں دل اور جسم اور اس کے اعضا سے سرگرمی کی دھاریں چوٹی سے ایڑی تک جاری رہتی ہیں۔

آنکھوں سے بصارت کا ہے چشمہ جاری
کانوں سے سماعت کا ہے سوتا جاری
چلتا ہے پاؤں اور پکڑتا ہے ہاتھ
دونوں ساتھی ہیں ساتھ میں دیتے ہیں ساتھ
ہے ذائقہ کی دھار زبان سے بہتی

* حرکات و سکنات کیا ہیں؟ [unclear]

اور قوت نطق کچھ ہے کہتی رہتی

وعلیٰ ہذالقیاس یہ بیداری کی نشانی علامات ہیں۔ خواب یا سوپن کی حالت میں پران اور دل کے دھارین ہر دم جاری رہتی ہیں یہ اُس کی علامتیں ہیں۔

دل ہے دل ہیں جب تو یہ کرتا ہے کام
کام ہی ہے واہمات دل کا نام

اور سوشپتی میں صرف پران چلتے رہتے ہیں۔ یہ اُس کی علامتیں ہیں۔

دتا ترے۔ لیکن دھاریں تو ہر وقت جاری رہتی ہیں۔

چرواہا۔ اُنہیں میں جاری رہنا نہیں کہتا یہ صحیح ہے کہ مسام مسام سے جسم اور دل کے دھار کی تب خبر ہوتی رہتی ہے۔ لیکن یہ سوشپتی میں پرانوں ہی کے ماتحت رہتے ہیں ان میں اُس وقت احساس کی اتنی طاقت نہیں رہتی۔

دتا ترے۔ کچھ اور سوال کرنے کو تھے۔

چرواہا۔ بولا "ذرا مویشیوں کو دیکھ آؤں۔"

اور وہ چلا گیا۔

(۹)

بھگتی کے متعلق سوال و جواب

عشق اُلفت اور محبت کا ہے نام
اس کو بھگتی ہے کہتے ہیں ہر خاص و عام
اصلی بھگتی صرف گورو کی بھگتی ہے
وہ ہے طاقت اُس میں سدھی شکتی ہے

چرواہا۔ گایوں کو دیکھ کر واپس آیا۔

دتا ترے۔ اُس کے انتظار میں تھے۔ آتے ہی سوال کا سلسلہ چھیڑ دیا۔

جسم کیا ہے۔ دل کیا ہے۔ روح کیا ہے؟

چرواہا۔ یہ تینوں جسمانی پیکر ہے۔ تینوں ہی جسم ہیں۔

دتا ترے۔ روح کو کسی نے جسم نہیں کہا۔

چرواہا۔ سوال کسی سے نہیں ہے۔ مجھ سے ہے۔
کوئی جسم کہے یا نہ کہے میں تو اسے جسم ہی کہتا ہوں۔
جب مجھ سے پوچھتے ہو تو میری سُنو اوروں کا دھیان چھوڑ دو۔
ورنہ دودلی ہو جائے گی اور مضمون سمجھ میں نہ آئیگا۔

تم اُلجھن میں پڑو گے۔

دتاترے۔ روح جسم کیسے ہے!

چرواہا۔ سادہو جی!

میں پڑھا لکھا آدمی نہیں ہوں۔ میرے پڑوس میں ایک پنڈت رہتا ہے۔ میں سُنی سُنائی باتیں آپ کو سُنا دیتا ہوں۔

قدرت ظاہرا تثلیثی نظام ہے۔ یہاں ہر شے تین تین ہیں۔ مثلاً

(اوم)	بھو (لوک)	اوم بھوور (لوک)	اوم سور (لوک)
	تحت	وسط	فوق
	برہما	وشنو	مہیش
(اوم)	آ	اُ	م
(گن)	ست	رج	تم

اس کے سوا جسم کے کسی حصہ انگلی ہاتھ پاؤں دھڑ سر وغیرہ کو دیکھو یہ سب کے سب بلا استثناء تین تین حصوں میں منقسم ہیں۔

دتاترے۔ اور دل؟

چرواہا۔ یہ دل بھی تثلیثی ہے۔ فوقانیہ وسطانیہ تحتانیہ

جب یہ اوپر چڑھتا ہے اونچا۔ بیچ میں رہتا ہے۔ بچلا اور جب یہ نیچے جاتا ہے بچلا کہلاتا ہے۔

دتاترے۔ یہ فوق وسط تحت کس رعایت سے ہیں؟

چرواہا دل کی ساخت اور پرداخت ہی ایسی ہے وہ تثلیثی ہے۔ اور وہ جب جسم میں ہے۔ جسمانی جب اپنی جگہ پر ہے درمیانی اور جب روح میں ہے روحانی ہے۔

دتاترے۔ تم نے پھر روح کا نام لیا۔ روح میں یہ تثلیثی رعایت کہاں سے آئی۔

چرواہا

یہ رعایت تو روح ہی کی نظر سے ہے۔ وہ اونچی چیز ہے دل درمیانی ہے۔ اور جسم کو سب سے نیچے سمجھا جاتا ہے۔

یہ روح بھی ایک قسم کا خول یا غلاف ہے۔ لیکن بالائی اور باطن کا باطنی غلاف ہے۔

دتاترے۔ روح کو کس رعایت سے غلاف یا جسم کہتے ہیں۔

چرواہا۔ جسم تین ہیں کارن سوکشم ستھول
روح کارن ہے۔ دل لطیف ہے۔ اور یہ جسم کثیف ہے۔
روح مادّیت کے اصلی عطر اور جوہر سے بنی ہے دل مادہ کے لطیف
حصّہ سے بنا ہے اور جسم مادہ کے کثیف عنصر (آکاس وایو اگنی
جل اور پرتھوی) سے بنا ہے۔"
دتاتریے۔ ان کے اثرات؟"
چرواہا۔ بھوتوں (عناصر) سے بننے کی وجہ سے جسم
کا اثر ادہی بھوتک کہلاتا ہے لطیف دیبیہ شکتیوں سے
بننے کی وجہ سے دل دیبیہ کہلاتا ہے اس کے اثرات کو
ادہی دیوک بولتے ہیں اور مادہ کے دو اثر حرکت اور
خیال کے بیچ سے بننے کی وجہ سے روح کارن شریر
ہے ات حرکت ہے۔ منن سوچنا ہے یہ اصلی آتما ہے۔
جس میں ات (حرکت) ہو اور منن سوچنا ہو وہ آتما ہے
اس کے اثر کو ادہیاتمک کہتے ہیں۔
دتاتریے "تو یہ آتما بھی جسم ہی ہے؟"
چرواہا "جسم نہیں تو یہ پھر کیا ہے! ہاں جسموں میں یہ سب
سے اہم اور کارن دیہہ ہے۔ لوگوں نے آتما لفظ کو ہمیشہ
سے غلط معنی پہنایا ہے۔ وہ ہے کچھ اور سمجھا گیا کچھ!

دتا ترے:۔ "اور پرماتما"؟

چروا ہا۔ پرم (بڑا) + ات (حرکت) + منن (سوچنا)

جس میں بڑی حرکت اور بڑا خیال ہو وہ پرماتما ہے اور یہ پرماتما بھی اور کچھ نہیں ہے بڑا جسم یا بڑا کارن شریر ہے۔

دتا ترے:۔ "اور برہمہ؟"

چروا ہا:۔ "برہمہ کارن شریر ورہ (بڈھنا) اور منن (سوچنا) جو بڈھنے اور سوچنے کے اوصاف سے موصوف ہو وہ برہمہ ہے

دتا ترے۔ اے گور وروپ چرواہے! تو نے میرے پہلے خیالات کو درہم برہم کر دیا۔

چروا ہا۔ میں نے جھوٹ نہیں کہا۔ سچ کہا۔ لفظ موجود ہیں۔ جو مرکب ہیں مفرد نہیں ہیں۔ اُن کے ہر دو ٹکڑے تمہارے سامنے ہیں سنسکرت لغت بھی ہیں اُن میں ان دونوں ٹکڑوں کے معنی مطلب بھی دیکھ لو تسلی ہو جائے گی۔ میں نے تمہیں اسی واسطے کہا تھا کہ ایسا سوال نہ کرو ورنہ اُلجھن میں پڑو گے۔

دتا ترے۔ خیر! اس پر پھر بحث کروں گا۔ اب تم صرف یہ بتاؤ کہ

(۱) بھگتی کتنے قسم کی ہے اور

(۲) بھگتی کیسے کی جائے اور

(۳) کس کی کی جائے۔

چروا ہا۔ (۱) بھگتی تین قسم کی ہوتی ہے ستھول۔ سوکشم اور

کارن (۲) ستھول بھگتی - اندریوں کی سیوا - پھول پتے بھینٹ وغیرہ نذر کرنا - سوکشم بھگتی - دل اور خیال کو بھگونت کے روپ میں لگانا - کارن بھگتی - بھگونت کے تصور میں محو رہنا ہے -

(۳) بھگتی جب کی جائے گورو کی کی جائے - دوسرے کی بھگتی اس قدر مفید ثابت نہیں ہوتی - اسی خیال سے کہا گیا ہے -

منتر مولم گورو واکیم
مول منتر پوجا گورو پدم دھیان مولم گورو مورتی
موکش مولم گورو کرپا

اس قدر تقریر کے بعد چرواہا مویشیوں کو دیکھنے چلا گیا اور یہ خاموش ہو رہے -

---

(۱۰)

گورو کی کارن بھگتی

چرواہا واپس آیا - کون جانے وہ بذات خاص خود اصلیت کی سمجھ بوجھ رکھتا تھا - یا دتاترے کے طبعی جذبات انہیں منعکس ہو کر جواب دینے کی قابلیت عطا کر رہے تھے - آئینہ میں اپنی صورت کے سامنے آئینہ رکھتا ہے اس کی شکل و صورت کا عکس

آئینہ میں پڑتا ہے اور آئینہ کے اندر چھایا پرش یا عکسی انسان نظر آنے لگتا ہے اور اُسے دیکھکر یہ اپنے خط و خال کو دیکھتا ہوا صورت کی آرائش اور زیبائش کرنے لگ جاتا ہے۔

آئینہ ظاہر ہے اور باطن ہے تو
اندر آئینہ کے خود ساکن ہے تو
آئینہ ہو صاف یہ ہے لازمی
عکس اپنا دیکھیگا تب آدمی
آئینہ دنیا ہے تو آئینہ بیں
اپنی صورت دیکھتا ہے ہر کہیں
گرگ شیر و مار مور وگاؤ خر
ہیں تیرے جذبات دل کے سربسر
تیرے ہی اوصاف کی شکلیں بنیں
عکس تیرا سب کے اندر ہے مکیں
بچوں کی صورت پر اپنے کر نظر
دیکھ ان میں کیا ہے قدرت کا اثر
جتنے مخلوقات ہیں سب اسمیں ہیں
جتنے موجودات ہیں سب اسمیں ہیں
مجملی صورت میں وہ ہے باکمال
ہیں مکمل اس میں اجلال و جمال

رینگ کر کیڑے کی صورت وہ چلا
پیٹ کے بل اُچھلا چوپایہ بنا
پھر ہوا دو پایہ انساں خود بخود
پہلے کیڑا اور تھا حیواں خود بخود

دتاترے نے چرواہے سے پوچھا "بھگت کی شناخت کیا ہے؟" چرواہے نے جواب دیا "جو بھجن یعنی خدمت کرے وہ بھگت ہے انسانی بچہ جب پیدا ہوتا ہے وہ اپنی خدمت کرتا ہے خود غرض معلوم ہوتا ہے۔ پھر جب وہ گورو کے زیر تعلیم آتا ہے گورو کی خدمت صحبت اور برکت کو اپنی طبعی رجحان کا مرکز بناتا ہے اُسوقت وہ بھگت کہلانے لگتا ہے وہ گورو کی اُلفت کا دم بھرتا ہے۔ اُسی کا خیال اور تصور کرتا ہے۔ اِس خیال اور تصور سے اس کا دل علیم کلیم خبیر سمیع بن کر وسیع ہونے لگتا ہے پھر اسی خیالی مرکز سے خطِ دائرے۔ مربعے مستطیل وغیرہ شکلیں بنتی ہوئیں نکلتی ہیں۔ وہ اُس گورو کو ہر شے میں محیط اور ہر جگہ حاضر ناظر پانے لگتا ہے ہر حالت اور کیفیت اُس ذات پاک کی یاد دہانی کراتی ہوئی تمام کائنات کو گورو کی شکل کی نقش تصویر بنا کر دکھا دیتی ہے اور وہ سب میں اپنے گورو کے عکس اور اصل کو محسوس کرتا ہوا اُسی سے منسوب کرنے لگتا ہے۔ دوست دشمن یکساں نپنے لگتے ہیں اور یہ سب کے بھجن میں لگتا ہے۔ بھجن کی مراد صرف خدمت ہے۔ اور

بہترین بھجن خلائق کی بےغرضانہ خدمت ہے۔ یہی سچی ریاضت
اور اصلی عبادت ہے۔

خدمت ہی خلائق کی سمجھ اصلی عبادت
سچی اطاعت ہے یہی سچی ریاضت

کچھ دنوں یہ حالت رہتی ہے پھر گورو کا وہی خیالی اور مرکزی نقطہ اس کے دل کے اندر قائم ہو جاتا ہے اور وہ سب کو اپنے میں اور اپنے کو سب میں دیکھنے لگ جاتا ہے۔ پہلے وہ کہا کرتا تھا۔

ہر جگہ اس کا جھلکتے نور ہے
سب میں اس کی اصلیت بھرپور ہے

اور اب وہ کہتا ہے۔

میں ہوں اس دنیا کا مفہوم مراد
مجھ میں عالم آپ ہے آباد و شاد

یہ سب خصوصیتیں بھگتی کی علامات میں داخل ہیں۔ انسان دنیا میں اپنے علمی مشاہدات اور عملی دونوں ساتھ ساتھ رہکر اسے کچھ کا کچھ بناتے ہوئے راہِ مستقیم کی طرف رہبری کرتے ہوئے منزل مقصود کی جانب لیجاتے ہیں۔ علم بے عمل ناکارہ ہے وہ حجتی دلیل باز متعصب اور تنگ دل بنا دیتا ہے یہ اس کے خطرات ہیں اور عمل گو ہر حالت میں اچھا ہے لیکن عمل بے علم بھی نقص سے خالی نہیں ہوتا۔ اس سے اکڑ جکڑ اور مجذوبیت کے آجانے

کا خوف رہتا ہے اور منزلِ مقصود تک رسائی دشوار ہو جاتی ہے۔ علم جب ہو باعمل ہو اور عمل جب ہو باعلم ہو کرم اور گیان ساتھ ساتھ چلیں تب وہ لطف دیجاتے ہیں ورنہ خشک مزاجی خشک طبعی اور خشک دلی آجاتی ہے۔

دتا ترے۔ واہ چرواہے! تو معرفت کو خوب ذہن نشین کرتا کراتا ہے۔

چرواہا۔

عکس تیرا میری صورت پر پڑا
ہو رہا ہے آپ وہ جلوہ نما
میں ہوں جیسا تیسا اسکا کیا خیال
مجھ میں آیا تیرا ہی عکسی جلال
اپنے جذباتِ دلی کے عکس کو
دیکھ کر اس طرح پر حیراں نہ ہو
میں ہوں اسدم تیرے پڑھنے کی کتاب
ہے سوالوں کا تیرے مجھ میں جواب
علمِ اصلی تیرے دل میں ہے چھپا
ورنہ کیا ہے ان کتابوں میں دھرا
پڑھنے لکھنے سے نہیں حاصل ہو کچھ
کیا بھلا حق سے کوئی واصل ہے کچھ

تو پڑھا کر رات دن دل کی کتاب
رازِ قدرت کا ہے سب اس میں حساب

دتاترے۔ بھگتی کی نوعیت کی بھی کچھ صراحت کردے۔

چپروا ہا۔ اس کی نوعیت کے سوال کا جواب تو میں دے چکا تو کچھ جاننا چاہتا ہے اور سوال کچھ کر رہا ہے۔ میں تیرے مفہوم کو سمجھ گیا۔ تو بھگتی کے منازل کو جاننا چاہتا ہے۔

دتاترے۔ ہاں! ہاں! میرا مطلب یہی ہے۔

چپروا ہا۔ اس بھگتی کی چار منزلیں ہیں۔

سالوک سامیپ سماروپ سایُج
صحبت قربت ہم شکلیت مجذوبیت یا محویت

جب مُرید گورو کی صحبت میں جا کر اس کی ہمنشینی کرنے لگ جاتا ہے اور اُسے حقانیت کے مضامین سے کچھ دلچسپی ملنے لگ جاتی ہے تو اُسے سالوک (صحبتی) منزل کہتے ہیں۔ سالوک کی مراد ہے (ساتھ) اور لوک (جگہہ) یہ ہم مقامی کی منزل ہے۔

جسکو خواہش ہو ملے دیدارِ حق
جا کے صحبت میں سُنے اظہارِ حق
دل سے سب شبہات ہونگے دور آپ
ہوگا روشن اس میں حق کا نور آپ

کچھ دنوں تک صحبت کا لطف اُٹھایا پھر گورو کا رنگ لے لے کر

طبیعت کو رنگین اور رنگدار بنانے لگا ابھی تک صرف
حاشیہ نشینی تھی اب گورو کے خیال دل کے اندر
سرایت کرنے لگے۔ دلی قربت نصیب ہونے لگی۔ یہ
سامیپ بھگتی ہے (ساتھ) آپ (پانی)

پاس پانی کے گیا ٹھنڈا ہوا
مل گیا دل کی طراوت کا مزا
تازگی ہے چستی ہے چالاکی ہے
تیز فہمی آگئی۔ بیباکی ہے

اے سادھو! یہ منزل سامیپ یا ہم قربتی نام رکھتی ہے
دو منزلیں ختم ہوئیں صحبت اور قربت کی برکتیں نصیب
ہوئیں۔ اب تیسری منزل کی جانب شوق کا قدم بڑھا
صحبت اور قربت نے یہ اثر دکھایا کہ قلب کی صفائی اور ہم
خیالی کا رنگ چڑھ کر روز بروز گاڑھا ہوتا گیا اب کیا ہے؟
وہی خدمات وہی محسوسات وہی تخیلات۔ جو گورو کے
کہتے اس میں داخل ہو گئے۔ وہ گورو کی شکل میں
متشکل ہو گیا۔

جیسی اس کی وضع ہے اسکی ہے وضع
جیسا اس میں قطع ہے اس میں ہے قطع
یہ ہے ہمرنگی۔ یہ ہم شکلی ہوئی

آئینہ محض نقلی ہے یہ اصلی ہوئی

اسے ساروپ منزل کہتے ہیں سا (ساتھ) روپ (شکل) تین منزلیں ختم کرلیں۔ اب چوتھی کی باری آئی۔ اسے سایُجّ منزل کہتے ہیں۔ سا (ساتھ) یُجیہ (ملانے والی)۔ جو ساتھ میں ملادے۔ وہ سایُجیہ ہے۔ یہ آخری منزل ہے۔ اس کے آگے اب اور کچھ نہیں ہے۔

ہو طلب۔ تب عشق کی جانب چلے
بے طلب بے واسطہ بے سود ہے
جب طلب ہے عشق کا سودا ہوا
احدیت کے لطف کا شیدا ہوا
احدیت میں معنیٰ توحید ہے
واحدیت ہے یہ اور تجرید ہے
معرفت کا فہم ہے توحید میں
شرک چھوٹے آئے تب تجرید میں
معرفت ہے جاننا پہچاننا
جاننا پہچانتا ہے ماننا
ماننے سے دل میں استغنا ہوئی
اس سے دل میں آگئی اب یکسوئی
آئی استغنا ہوا اس میں فنا

اِس فنا میں مل گیا آبِ بقا
وہ ہے باقی اور سب فانی ہوئے
بحر کے قطرات کُل پانی ہوئے
یہ نہیں ہے نیستی ہستی ہے یہ
ہستی کی ہستی ہی کی مستی ہے یہ

دتا تریے۔ تو نے اچھی سمجھ بوجھ پائی ہے

چرواہا۔ سادھو جی! ہمیں مویشیوں کے چرانے کی تو سمجھ ہے باقی اللہ۔ اللہ۔ خیر سلا

۔ شام ہوگئی۔ تم دودھ پی لو۔ میں گھر جاتا ہوں پھر ملوں گا۔ اُنھوں نے دودھ پی لیا۔ چرواہے گائے بھینسوں کو لیکر گھر چلے گئے۔

(۱۱)

گُورُو کی کارن کارن بھگتی

پہاڑ پر اب آدمیوں کی جمگھٹ ہونے لگی۔ لوگوں نے سُنا۔ کوئی کمسن سادھو آیا ہے۔ سب اُس کے درشن کو آنے لگے۔ سادھو کے نام میں جادو ہے۔ عام آدمی سادھو کا نام سُنکر فریفتہ اور معتقد ہوجاتے ہیں۔

سادھو کی بڑی مہما ہے۔

سُکھ دیویں دُکھ کو ہریں دور کریں اپرادہ
کہہ کبیر وہ کب ملیں پرم سنیہی سادہ
کوئی آوے بھاوے کوئی آوے کو بھاؤ
سادھ دواؤ کو پوستے اوگن گنیں نہ داؤ

جہاں بھیڑ زیادہ ہوتی ہے وہاں گیان دھیان کا چرچا کم ہوتا ہے۔ ہاں کتھا وارتا لیکچر دیا کھیان بحث مباحثہ کا موقع خوب رہتا ہے۔

داتا ترے بالطبع کم سخن اور سکوت پسند تھے۔ عام مجمع میں معمولی معمولی باتیں کہہ دیا کرتے تھے۔ جب خاص طبیعت والے آجاتے تھے اُس وقت ان کی گفتگو مختلف قسم کی ہوا کرتی تھی۔ تنہائی ہوگئی۔ ہجوم چلا گیا۔ چرواہے ہی چرواہے رہ گئے۔ اور وہ ناچتے ہوئے بانسری بجا بجا کر گانے لگے۔

نیستی تھی نیستی کی تہہ میں ہستی آگئی   سلطانِ آت
سربلندی ہو گئی جب دل میں پستی آگئی
پیر مغ نے بادہ گلفام ستی کا دیا
تندرستی تن میں دل میں دلدرستی آگئی
مست ہیں مخمور ہیں مدہوش و سرشار ہیں
چھائی مستی آنکھوں میں جب سر میں مستی آگئی
غم غلط سب ہو گئے بیفکری ہے اور بے غمی

بُت پرستی کی جگہ مُرشد پرستی آگئی
دور دل سے ہوگئے وہم وگماں یکبارگی
خوش خیالی آئی ویرانہ میں بستی آگئی

دتاترے۔ نے غور سے سُنا۔ نشہ سا چھڑ گیا۔ جھوم گئے۔ دوسرے چرواہے نے پھر اپنا راگ الاپنا شروع کیا۔

دل گیا دل جاکے واپس آگیا
دل کے اندر دل جگہ بھی پاگیا
دل۔ نفس کی آمدو شد کی مثال
ہو رہا ہے ماضی استقبال و حال
آگ میں جلتا ہے پانی میں ہے تر
ہے ہوا کی تیزی کا اس میں اثر
کہتا رہتا ہے مجھے سمجھا کے دل
گر سمجھتا رہتا ہے بتلا کے دل
دوڑے ٹھہرے۔ بیٹھے لیٹے سوگئے
مرگئے مرمٹے اور کھو گئے
لطف تازہ تو یہ تو لیتا ہے دل
اور ہدایت رات دن دیتا ہے دل
گم ہوا جو دل میں اصلی دل ہے وہ
بھولا بھٹکا۔ بہکا۔ نقلی دل ہے وہ

جینے مرنے کا نہیں جس کو خیال
جس کو یکساں ہو گئے ہجر و وصال
دل مجھے ایسا ملے خوشدل بنوں
میں نہ تیغ وہم کا بسمل بنوں

ان کو تن بدن کا ہوش نہیں رہا۔ چرواہے نے یہ کیفیت دیکھ کر خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد یہ اپنے آپے میں آئے۔ پوچھنے لگے۔ گانا کیوں بند کیا ؟" وہ بولے غذائے روح ضرورت سے زیادہ نہیں دیجاتی اس سے بھی بدہضمی ہو جاتی ہے۔ اُتنی ہی مقدار کافی ہے جتنی ہضم ہو سکے۔

چرواہے نے کہا۔ سادھو جی ! کچھ پوچھنا ہے !
دتاترے بولے۔ جب تک جینا تب تک سینا
چرواہا۔ کیا جاننا چاہتے ہو ؟
دتاترے۔ کارن اور اکارن بھگتی

چرواہا۔ جس نظارے میں تم نے سنتھول۔ سو کشم اور کارن بھگتی کے اصول سمجھائے وہ مکمل تھے۔ وہ کارن (تحتی یا روحانی) بھگتی جسکے حصہ میں آگئی اُسے آخری منزل تک رسائی ہو گئی اب یہ آپ کا دوسرا سوال ہے۔ اس موقع پر کارن کے معنی بدل گئے۔ کارن یہاں پر غرض اور سبب کی مرادیں تبدیل ہو گیا۔ بھگتی کارن اور اکارن ہر دو قسم کی ہوتی ہے۔

کارن بھگتی کی تین قسمیں ہیں۔ آرت (عاجزی لاچار)
ارتھارتھی (اہلِ مقصد) جگیاسو (محقق)

آرت ممکن ہے مظلوم متغضب اور مصیبت زدہ ہو۔ یہ دکھ کا غرض والا ہوتا ہے۔ سوائے اپنی خاص غرض کے اور نہ کوئی بات کرتا ہے نہ سُننا ہے۔ اس کی غرض یہ ہے۔ ظلم عتاب اور مصیبت سے نجات ملے وہ اپنی غرض کو مدِ نظر رکھ کر گورو کے پاس پناہ گزین ہوتا ہے۔ اور گورو بھگتی کرتا ہے۔

ارتھارتھی کی نظر اپنے مقصد پر رہتی ہے مقصد ہیں کامیابی ہو۔ اور یہ گورو کی بھگتی سے ممکن ہے اِس اعتقاد کے زیر اثر وہ گورو بھگتی کرتا ہے۔

جگیاسو۔ حقیقت کا متلاشی اور محقق ہے۔ یہ دُنیا کیسے بنی؟ اِس کا بنانیوالا کون ہے؟ اس کے بنانے کی غرض کیا ہے؟ اس کے بننے سے جیووں کو کیوں دُکھ ہو رہا ہے؟ ان دُکھوں سے چھوٹنے کی تدبیر کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ سوالات اُسے ستایا کرتے ہیں۔ وہ ان عقدوں کے حل کرنے کی نیت سے گورو کی صحبت اور بھگتی کو لازمی قرار دیکر گورو بھگتی کرتا ہے۔

یہ تینوں کارن بھگتی ہیں اور سکام کہلاتی ہیں۔ کام لفظ بھی مقصد کا مرادف ہے۔

چوتھی بھگتی گیان بھگتی ہے وہ اکارن (غیر بیوجہ)

اور نشکام (بیغرضانہ) ہے۔ گیانی بیغرض ہوتا ہے۔ وہ اہل غرض کی حیثیت میں گورو کے پاس نہیں آتا۔ بلکہ یہ سمجھتا ہے کہ گورو کرلینا لازمی ہے۔ نگورا (بیمرشدا) رہنا اچھی نہیں ہے۔

کبیر نگورا نا ملے پاپی ملیں ہزار
یک نگورے کی پیٹھ پر لکھ پاپی کا بھار

یہ پہلے ہی سے بنا بنایا ہے مکمل ہوتا ہے۔ اور اسکی گورو بھگتی خاص قسم کی وقعت رکھتی ہے۔ یہ کسی کسی میں ہوتی ہے۔ اس خیال کے بھی آدمی دنیا میں ہوتے ہیں۔ اور وہ کمیاب نہیں ہیں۔

دتاترے۔ گیانی کو گورو بھگتی کی کیوں ضرورت ہے؟

چرواہا۔ سنسکار کے بغیر رہنا مناسب نہیں ہے۔ آدمی۔ عالم۔ فاضل دانا۔ بینا۔ سب کچھ ہو۔ بغیر سنسکار کے وہ ہمیشہ غیر مکمل رہیگا۔ اس لئے اس کی ضرورت ہے نفس کی پختگی گورو کی ذات سے ہوتی ہے۔

دتاترے۔ اگر کوئی شخص گورو نہ کرے تو کیا ہرج ہے؟ اور گورو کرنے کا اصول کیوں لازمی ہے؟"

چرواہا۔ پہلے سوال کا جواب دیا چکا۔ دوسرے کا جواب یہ ہے۔ دُنیا میں ہر خیال کے آدمی ہوتے ہیں۔ جو جس خیال کا ہوتا ہے۔ اُس کی چال ڈھال۔ و عمل وغیرہ اسی قسم کے ہوتے ہیں۔ ہرج مرض کا تو سوال نہیں ہے۔ آدمیوں کی کثیر تعداد گورو نہیں کرتی۔ گورو صرف وہ لوگ کرتے ہیں جو ورن آشرمی ہیں۔ یہ طریقہ ایسا ہی چلا

آتا ہے۔ اور چلا جائے گا یہ مہر یا داہے رازِ حق کی تعلیم علم
سینہ کہلاتی ہے۔ بغیر گورو کی مدد کے مکمل نہیں ہوتی نہ دل کو
اطمینان ہوتا ہے۔ خیال آیا سوچا سمجھا بچارا۔ اس کا ذہنی نتیجہ
صحیح ہے یا غلط۔ اس کے اطمینان دلانے کے لئے گورو کی ضرورت
ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ انسان مکمل بنایا گیا ہے۔ ممکناً بہت
سے لوگ سرکش ہوتے ہیں۔ ان کا سر کسی کے سامنے نہیں جھکتا
وہ مغرور ہوتے ہیں مصلحتاً سمجھکر گورو کے وجود کا ظہور ہوا تاکہ ایک
جگہ تو سر جھکے اور غرور کا سر نیچا ہو وہ نفس کشی کی بنیاد ہے تقدیس
اور برکت کی نظر سے گورو کیا جاتا ہے بلکہ کسی خاص صورت پر
خاص خیال کو لیکر خاص مرکز بنایا جاتا ہے نہ وہ دولت کی نظر سے
ہے نہ علمیت عظمت اور برکت کی نظر سے ہے خیال متحد ہو گیا۔
یقین میں پختگی آ گئی۔ خیال کے پردے اُٹھتے اور چھٹتے گئے
صرف یقین ہی یقین رہ گیا۔ انوبھو یا حس باطن کی نمو ہوئی۔ اور
اطمینان قلب کی صورت پیدا ہو گئی۔

اُس روز بس اتنی گفتگو ہوئی۔ چرواہے اپنے اپنے گھر گئے
اور یہ گپھا میں بیٹھے ہوئے سوچنے لگے۔

(۱۲)

صرف گوروہی کی بھگتی کیوں کیجائے؟

صبح ہوئی اور وہ اپنے ساتھ نئے قسم کی برکت لائی۔ ہر روز اور
ہر لمحہ کی کیفیتیں ہمیشہ جُداگانہ ہوا کرتی ہیں یہ کبھی نہ سمجھو کہ سب دن
ایک طرح کے ہوتے ہیں۔ جو حالت اس وقت ہے وہ دوسرے
وقت کبھی نہ رہیگی جو سورج آج چمک رہا ہے۔ وہ کل ویسا نہیں تھا۔
اور پرسوں ویسا نہ رہیگا یہ بھی ادلتا بدلتا رہتا ہے اور یہی حال
یہاں ہر شے ہر متنفس اور ہر فطری یا قدرتی طاقتوں کا ہے۔ کیوں؟
کیونکہ مادہ کے خمیر میں تبدیلی کا عنصر حلول کیا گیا ہے۔ آب و ہوا۔
آگ اور مٹی تک کی تاثیر بدلتی رہتی ہے۔ کال کا چکّر ہر وقت چلتا
رہتا ہے۔ اس کا پہیہ کبھی اوپر ہے کبھی نیچے ہے کبھی بیچ میں ہے۔
اوم بھُور بھُووہ۔ سوہ اس تبدیلی کے طبقہ میں ہمارا اپنا دل اور
مزاج بھی ایک طرح کا نہیں رہتا۔ لیکن چونکہ ایک قسم کا خیال خاص
قسم کی زندگی اور طرزِ تمدّن کے رشتوں میں اُلجھا ہوا ہے اور اُسکی
پختگی کی مشاقی میں لگا رہتا ہے۔ اس وجہ سے محسوسیت نہیں ہوتی
یا کم ہوتی ہے۔ بدلتے بدلتے جب حالت بدل جاتی ہے تب اُس کا احساس
ہوتا ہے۔

جب خوشی آئی تو دل مسرور ہے
رنج آیا اُس کے آنے ہی سے یہ رنجور ہے
کام کر جاتے ہیں جب طاقت ہے اور مقدور ہے
جب نہیں یہ تب بشر لاچار اور معذور ہے

نام اس تبدیلی کا ہے زندگی
زندگی ہے کلفت اور خندیدگی
گرمی آئی جسم و دل مخمور ہیں
سردی آئی سردی سے مجبور ہیں
موسم برسات میں برسات ہے
مینہ اور ٹپکے کا گھر میں سات ہے
بچپنی ہے نوجوانی پیری ہے
دل لگی دلچسپی ہے دلگیری ہے
زندگی آئی ہوئی جاتی رہی
موت اسکو دمبدم کھاتی رہی
زندگی اور موت خود تبدیلی ہیں
سوچو سمجھو - ہم زیادہ کیا کہیں

جینے والا جی کے مرتا ہے مدام
مرتے ہیں دن رات - دن کے صبح و شام
موت دن کی رات اور راتوں کے دن

اس طرح پر ہیں گذرتے سال و سن
جس کو دیکھو۔ وہ اسی چکر میں ہے
ہے نظامِ دین و دُنیا فانی شے
جو عدم سے آیا۔ وہ معدوم ہے
جو حرم کا ہو رہا محروم ہے
ہیں فنا کے بطن میں دیر و حرم
کب بقا ان میں ملیگی بیش و کم
پانی جم کر برف کی صورت بنا
پانی گرمی بھاپ ہوکر یہ اُڑا
یہ ہے تبدیلی۔ یہ تبدیلی کی شان
ہیں بدلنے والے سب دل جسم و جان

دتا ترے جی اُٹھے۔ چرواہے آئے۔ پاؤں پر گرے۔ گورو جی انکسار سے مُسکرائے "ہم میں کون گورو ہے اور کون چیلا ہے! اس کی تمیز مجھ میں نہیں ہے۔

چرواہے۔ اس تمیز کا نام خوش تمیزی ہے۔ باقی کام تمیز و بدتمیزیوں میں شامل ہیں۔

دتا ترے۔ کیوں؟

چرواہا۔ ایک کو جانا تو جانا سو دمند
سو کو جانا کیا ہوا؟ بے قید و بند

سو کی اُلجھن میں ہیں کڑیاں بے شمار
صد صد و صد صد صد و - صد صد ہزار
یک کڑی زنجیر کی ہو بد بلا
اس سے ممکن ہو رہائی سے خدا
سو اگر کڑیاں ہوئیں زنجیریں
بندھ گیا - قیدی ہوا - تعزیریں
واہمہ ہیں قومیت کے قید و بند
واہمہ ہیں دین و دنیا - یا گزند

سب وہم ہی وہم ہے - جتنے دُنیا کے تعلقات ہیں سب کے سب وہمی اور فرضی ہیں - انہیں کے جاننے سمجھنے - بوجھنے میں آدمی پھنسا رہتا ہے - اس طرف نظر نہیں جاتی اور نہ اپنی ذات کا علم ہوتا ہے

سب کو جانا جاننے سے کیا ہوا
سب کو مانا ماننے سے کیا ہوا
آپ اپنے آپ کو جانا نہیں
آپ اپنے آپ کو مانا نہیں
علم اور عقل و خرد کا مدعا
یہ ہے انساں جانے اُس کی ذات کیا ؟

دتاترے - اس علم حاصل کرنے کی یقینی تدبیر کیا ہے ؟
چرواہا - صرف گورو بھگتی - اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں ہے -

اگر کوئی اپنے آپ کو نہیں دیکھتا۔ تو نہ دیکھے صرف گورو کو دیکھے گورو کی مہربانی سے خاص قسم کی بصارت حاصل ہوگی اور پہلے گو یہ بصارت گو۔ گورو کی شکل کو مرکز بنائے گی لیکن پھر اس کی دھار اندر کی طرف پھرے گی اور بھگت اپنے آپ کو دیکھنے لگ جائے گا۔ اور ذات کے علم حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آجائے گا۔

آئینہ آیا کہ صورت دیکھ لو
شکل کی اصلاح اب اپنی کرو
آئینہ میں کیا ہے تیرا عکس ہے
اصل تو ہے عکس تیرا عکس سے
تو ہے باہر آئینہ میں بھی ہے تو
دیکھ کر کرتا ہے اپنی گفتگو
دیکھ لی ہے اپنی صورت دیکھ لی
ظاہری اصلاح تن کی ہوگئی
اب ضرورت آئینہ کی کیا رہی
ذات تیری ہے مقدم اور سہی

دتا تریئے۔ صحیح ہے۔ گورو کی صحبت اور تصور سے نہ صرف دلی وسوسے مٹ جاتے ہیں بلکہ خود شناسی کا موقع ہاتھ آجاتا ہے لیکن اگر کوئی شخص ایشور کو گورو مان کر اس کی بھگتی کرتا ہے۔ تو کیا اس بھگتی سے ذات کے علم یا گیان کا امکان نہ ہوگا۔ ؟

چرواہا۔ نہیں۔ اُس کے وجوہ سُنو:۔
(۱) ایشور۔ لطیف ہے ہم کثیف ہیں کثافت اور لطافت میں تنا
ہی فرق ہے۔
(۲) ایشور غیر جنس ہے غیر جنس کی محبت خلاف فطرت ہے۔ وہ
ہمیشہ وہمی ہو گی۔ انسان صرف انسان کی محبت کا دم بھر سکتا ہے
شیر۔ کتہ۔ ہاتھی۔ گھوڑے کا عشق نہیں ہوتا۔ گورو انسان کی
شکل کا ہے۔ انسان انسان باہمد گر ملتفت ہو سکتے ہیں۔
(۳) ایشور کسی صورت میں انسان کا گورو نہیں ہو سکتا۔ وہ اگر
ہے تو دیوتا۔ (ڈبیہ شکتی والا) ہے آدمی کا گورو جب ہو گا۔
آدمی ہی ہو گا۔
(۴) ایشور کو کسی نے آجتک دیکھا نہیں۔ بغیر دیکھی ہوئی چیز کا
تصور تک نہیں ہو سکتا۔ دیکھنا تو درکنار رہا۔ گورو کی شکل دیکھی
جا سکتی ہے۔
(۵) نادیدہ خدا کی بھگتی ہر حالت میں امر محال ہے۔
(۶) ایشور آجتک کسی کے ساتھ ہمکلام نہیں ہوا گورو کے ساتھ ملکر
تم سوال جواب کر سکتے ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔
غرضیکہ یہ وجوہ ہیں جن کے سبب سے ایشور بھگتی۔ غیر ممکن
چیز ہے۔
دتاترے۔ ایشور اگر ہمکلام نہیں ہوا تو یہ آسمانی کتابیں وید وغیرہ

کیسے ظہور میں آئیں ؟

چروا ہا ۔ کیا ایشور اپنے ہاتھ میں قلم و دوات کاغذ لے کر کتابیں لکھنے بیٹھا تھا ۔ یہ طفلانہ عقیدہ ہے ۔ آپ کا دل اس کا قائل نہیں ہے یہ سوال تضیع اوقاتی ہے ۔ کتابیں انسان نے لکھی ہیں یہ اُن کے دماغ کے تخیلات ہیں ۔ ان کے مصنف بزرگ اور پاک ہستیاں تھیں ۔ اس لیئے ان کی تعظیم برحق واجب اور مناسب ہے اور اُن کی ہدایتیں قابل قدر ہیں ۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے ۔ یہ سوال طفلانہ مزاج بچوں ہی کے حوالہ کر دینا چاہیئے ۔ یہ بالکل بے سود و بے بہبود ہے ۔

دتاترے ۔ سچ ہے ۔ کیا الطیبات الجنس ۔ کثیف الجنس کی محبت کا قطعی دم نہیں بھر سکتا ۔ !

چروا ہا ۔ نہیں ۔ نہ ایسا کبھی ہوا نہ ہوتا ہے اور شاید کبھی ہوگا نہیں ۔ شوہر بیوی دونوں کا زندگی بھر ساتھ ہے ۔ ایک دوسرے پر مرتا تھا اتفاق کی بات ! شوہر مر گیا ۔ بیوی روئی ماتم کرتی رہی ۔ کاش ایک مرتبہ میں اپنے شوہر کو دیکھ لیتی یہ خیال دل میں سمایا ۔ رات ہوئی ۔ کمرہ کے اندر چراغ روشن تھا ۔ عورت اکیلی تھی ۔ دل کی خیالی کشش کے زیر اثر اُس کا شوہر ہیولائی (سوکشم) جسم میں نمودار ہوا ۔ وہ چلا اُٹھی دوڑیو ۔ دوڑیو ۔ بھوت آگیا ۔ لوگ دوڑے ۔ وہ شکل غائب ہو گئی ۔

صحبت ناجنس ہوتی ہے عذاب
چاہے وہ جیسی ہو بدیا با ثواب

دوستی ہمجنس کی ہے لازمی
وہم میں ناحق پڑا ہے آدمی

دتاترے۔ لوگ مورتی پوجا کرتے ہیں۔ مورتی ہی کو گورومان بیٹھتے ہیں!

چرواہا۔ مانتے ہیں تو ماننے دیجئے۔ ان کے ساتھ اُلجھنے کی ضرورت کیا ہے۔

دتاترے۔ کیا مورتی پوجا بُری ہے؟

چرواہا۔ میں نے اُسے بُرا کبھی نہیں کہا۔ وہ بھی دلی مشغلے کے کاروبار کی ایک صورت ہے بچے۔ لکڑی۔ پتھر۔ چیتھڑے کے گڈے گڈے بنا کر کھیلتے ہیں۔ جو ان جسمانی مورتوں سے تعلق اور وابستگی رکھتے ہیں ادھیڑ کتابی مورتوں کو پوجتے ہیں۔ بڑے خیالی مورتیں دل میں بناتے رہتے ہیں۔ جیسے یہ مورتیں ہیں ویسے ہی گورو کی بھی مورت ہے وہ بھی بُت پرستی ہی ہے۔ لیکن فرق اتنا ہے کہ وہ غیر مصنوعی ہے۔ اور کثافت اور لطافت کے پہلو ونکے ساتھ ہے ہم بھی ایسے ہی ہیں۔ گورو کی مورتی سوال کا جواب دیتی ہے شک اور شبہات مٹا دیتی ہے۔ دوسری مورتیں ایسا نہیں کرتیں۔ یہ اُن کے درمیان فرق ہے۔

کیا ہیں مندر؟ بُت پرستی کے ہیں گھر
کیا ہیں بُت؟ ہمشکل انسان و بشر
بُت کتابیں۔ لفظ و سطروں سے بنی

بُت ہی بُت دنیا میں ان کی کیا کمی
بُت ہے ایشور وہ خیالی بُت بنا
کیا ہے ایشور؟ آدمی کا واہما
مُنفعنم ہے اس لیئے مرشد کی ذات
ذات میں اُسکے ہیں گو شامل صفات
ذات اور اصفات سے لو کام تم
بعد ازاں مرشد کا لینا نام تم

یہ کہکر چرواہوں نے انہیں دودھ پلایا۔ خود گائیں چرانے لگے اور یہ اپنے دل میں گورو بھگتی کے راز پر غور کرنے لگے۔

(۱۳)

چرواہوں سے رخصت

پہاڑ پر کئی دن قیام کیا۔ چرواہوں نے روزانہ دودھ کی دعوتیں دیں وہ ان سے خوش تھے ایک قسم کی باہمی محبت ان کے درمیان پیدا ہوگئی تھی۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ اُن سے جدا ہوں اور اُن کی بھی ان کی سادہ زندگی دیکھکر دلبستگی ہوگئی تھی لیکن یہ قدرت میں کسی خاص کام کے لیئے پیدا ہوئے تھے۔ کسی ایک جگہ قیام کرنا مشکل تھا۔

ایک جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں
دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

انسان قدرت میں بنا بنایا آتا ہے۔ ہر شخص کا مزاج جُدا گانہ ہے
یہ جو تین بھائی تھے۔ تینوں تین طرح کے تھے۔

جب صبح کے وقت چرواہے آئے۔ دتاترے نے ہنس کر ان سے کہا
ایشور اور گورو کی دُنیا میں کہیں کمی نہیں ہے ہاں اگر کمی ہے تو چیلوں کی
ہے جو چیلے ملتے ہیں وہ گوروؤں کے گورو بن کر آتے ہیں۔ گرو دکو اپنے
ماتحت رکھنے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ اسلئے ان کا کام نہیں بنتا
چرواہوں نے قہقہا مارا۔ ہنسے۔ کہنے لگے" اگر ایشور اور گورو بہت ہیں
تو دُنیا میں چیلے بھی بہت ہیں۔ ان کی بھی کمی نہیں ہے اگر ایک ہے تو
دوسرا کیوں نہ ہوگا"
دتاترے۔ کس طرح؟"
چرواہا۔ آدمی جس شئے کو اپنا دل دیتا ہے جسے سب سے زیادہ چاہتا ہے
اور اس کی سب سے زیادہ قدر کرتا ہے اور ساتھ ہی اسکی ماتحتی کے
قید و بند میں گرفتار رہتا ہے وہی چیز یا آدمی اُس کا گورو اور
ایشور ہے۔ کسی کا ایشور روپیہ پیسہ دھن دولت ہے کسی کا مان بڑائی
عزت حرمت ہے کسی کسی کے گورو اور ایشور اُن کے بال بچے جورو وغیرہ
ہیں یہ ان کے بغیر ایک دم نہیں رہ سکتے۔

اُنہیں کا ہے سمرن اُنہیں کا بھجن ہے
اُنہیں کا کتھن ہے اُنہیں کا منن ہے

ایشور یا گورو کے کوئی سینگ یا پونچھ نہیں ہوتے۔ جیسے خیال اور دل

کثرت کے ساتھ دیا جائے وہی ایشور اور گورد بن جاتا ہے۔ اب تم
سوچو چیلے بھی دنیا میں بہت ہیں یا نہیں؟"
دتاترے۔ پھر مسکرائے "بات تو سچ کہتے ہو۔ اس کے سچ ہونے میں
شک نہیں معلوم ہوتا۔"
چرواہا۔ "سنو سادھو جی! ایک واقعہ آپ کو سناتا ہوں کیسی بننے کا
گورد ایک براہمن تھا۔ کسی نے اُسے قلمی رامائن نذر کی۔ براہمن بڑا خوش
ہوا چونکہ پہلے کتابیں نایاب اور کمیاب ہوتی تھیں۔ اس براہمن کی خواہش
ہوئی کہ اسے نئے کپڑے کی جزدان میں رکھے۔ کوئی بزاز اس کا چیلا تھا۔
وہ اس کی دوکان پر گیا بزاز نے بڑی آؤ بھگت کی عزت سے بٹھایا
براہمن نے کہا مجھے دو گز نیا کورا کپڑا چاہیے۔ جس میں تم سے نئے
تھان باندھتے ہو ویسے ہی کپڑا دیدو تو کام چل جائے۔ بزاز نے
کہا ہاں ہاں کپڑا حاضر کروں گا۔ لیکن آج نہیں کل۔ براہمن دوسرے
دن بھی دوکان پر پہنچا پھر کل کے وعدہ پر ٹالا گیا اس طرح ٹال مٹول
کرتے ہوئے ایک مہینہ گذر گیا۔ براہمن اُکتا گیا اور بزاز کی خست کی
شکایت کرنے لگا۔
میرے جیسا ایک چرواہا ملا۔ براہمن نے اُس سے بھی اپنا دکھڑا رو دیا
چرواہا ہنسا۔ "تم تنبڑھ (کودن) آدمی ہو۔ سمجھتے ہو یہ بنیا تمہارا چیلا ہے
یہ تمہاری غلطی ہے۔ وہ تو تمہارے گوروؤں کا بھی گورد بننا چاہتا ہے
اگر تم رامائن کے لئے کپڑا چاہتے ہو تو اس بزاز کے اصلی گورو کے پاس

سے چلے جاؤ۔ دم کے دم میں تمہارا کام ہو جائیگا۔" برہمن نے پوچھا اس کا اصلی گورو کون ہے؟" چرواہے نے جواب دیا: "اس کی بیوی" براہمن اُسی وقت بنئے کے گھر پہونچا۔ بنیائی نے اُس کا خیر مقدم کیا۔ بنیا گاؤں پر تھا۔ رسوئی بنوائی کھلایا پلایا۔ مہمان کیا۔ برہمن نے کہا" مجھے راماین کے جزدان کے لئے دو گز کپڑے کی ضرورت ہے۔ سیٹھ جی سے کہا وہ ایک مہینے سے کل کے وعدہ پر ٹالتے ہیں اور مجھے روز اُن کی دکان پر جانا پڑتا ہے" بنیائی ہنسی۔ "تم نے سخت غلطی کی میرے پاس آئے ہوتے تو اُسی وقت کام ہو گیا ہوتا۔ خیر! آج یہاں ٹھہریئے رات کے وقت میں انتظام کر دوں گی" وہ ٹھہر گئے۔ نو بجے رات کو بزاز نے دوکان بند کی۔ بھوکا پیاسا گھر پہونچا۔ کھانا مانگنے لگا۔ بیوی نے کہا" ایک براہمن آیا ہوا ہے تم ابھی جاؤ ایک روپیہ کی مٹھائی ایک تھان ململ اور دو گز کورا کپڑا لاؤ۔ تب میں کھانا دونگی" بیچارہ کیا کرتا! اُلٹے پاؤں گیا۔ دوکان کھولی ایک تھان ململ اور دو گز کورا نین سکھ لیا۔ حلوائی کی دوکان پر جاکر ایک روپیہ کی برفی اور پیڑے خرید لے آیا۔ بیوی کے سامنے رکھدیا۔ بیوی نے اُس کے سامنے براہمن گورو کو آواز دی۔ مٹھائی۔ ململ اور دو گز کپڑا پیش کرکے اپنے پاس سے پانچ روپیہ نقد نذر کرکے کہا۔ آپ بہت دن پھر آئے یہ لیجاؤ اور پھر جب کبھی ضرورت ہو میرے پاس آؤ" براہمن خوشی خوشی رخصت ہوا تب بیوی نے اُسے کھانا دیکر سمجھایا آئندہ اس طرح گورو جی کو وعدوں پر نہ ٹالنا" اُس نے وعدہ کیا

"کون جانے رات کو وہ عورت اُسے کیا کہتی اور سُناتی۔ مہاراج! اس بزاز کی گورو اُس کی بیوی تھی براہمن نہیں تھا۔ آپ کہئے۔ دُنیا میں چیلوں کی کہاں کمی ہے۔ گورو بھی بہت ہیں جو محض خود غرض اور مطلب پرست ہیں اور چیلے تو ان سے بھی زیادہ کثیر التعداد ہیں۔ میں لوگوں کے لئے گھربار۔ ساز و سامان۔ مویشی حیوان تک میں۔ گورو اور چیلوں کا نظارہ ہر وقت دیکھا کرتا ہوں۔

کسی کا گورو اُس کا بیٹا بنا ہے
کسی کا گورو مال دولت ہوا ہے
کسی کی گورو اُس کی بیوی بن آئی
وہی ہے خدا اُس کی اور وہ خدائی
یہ بندہ ہے خدمت کا دم بھر رہا ہے
اُسی کی لگن میں پڑا مر رہا ہے
گورو جیسے ہیں ویسے ہی اُنکے چیلے
یہ دونوں نرک کنڈ کے میلے ڈھیلے

دتاترے نے زور سے قہقہہ لگایا "بھائی! تم سچ کہتے ہو۔ اب میں تم سے رُخصت ہوتا ہوں۔ کئی دن یہاں گذر گئے۔

درویش رواں رہے تو بہتر
آبِ دریا بہے تو بہتر

چرواہوں نے کہا۔ جائیے شوق سے جائیے۔ بہتی ہوئی ہوا بہتے ہوئے پانی اور رمتے ہوئے سادھو کو کس نے کبھی روکا ہے! ہم آپ کے پریمی

ضرور ہو گئے تھے۔ لیکن خود غرض نہیں ہیں۔ نہ آزادی میں مخل ہونا پسند کرتے ہیں۔

مسافر سے بھی کوئی کرتا ہے پریت
مثل ہے کہ جوگی ہوئے کس کے میت

اور دتا تریے وہاں سے چل دیئے۔

(۱۴)

رمتا سادھو بہتا پانی

سادھو رمتا ہو۔ پانی بہتا ہو۔ وہ اچھا اور یہ اچھا۔ دونوں پاک صاف ہوتے ہیں۔ جو سادھو مٹھ بنا کر رہتا ہے۔ ہمیشہ وہ تعلقات کی زنجیر سے جکڑا کر بندھ جاتا ہے۔ اور جو پانی ایک جگہ آکر تھم جاتا ہے اُس میں کائی جم جاتی ہے۔ گندگی آتی ہے۔ سڑاندہ پیدا ہوتی ہے۔

نئے نئے ہیں مزے طبع کی روانی میں
کہ بو فساد کی آتی ہے بند پانی میں

زندگی بالیدگی کا نام ہے اگر آدمی بڑھتا ہے تو زندہ ورنہ مردہ ہے درخت بڑھتا ہے تو جاندار ورنہ خشک ٹھونٹھ ہے۔ بالیدگی مختلف اور متعدد قسم کی ہوتی ہے۔ آدمی پیدا ہو کر مر جاتا ہے۔ عام لوگ سمجھتے ہیں کہ مرنے کے ساتھ ہی زندگی کا خاتمہ ہو گیا یہ خیال غلط ہے بڑھاپے کے بعد بھی اور جسم کی موت کے پیچھے بھی ترقی اور بالیدگی کا سلسلہ جاری

رہتا ہے۔ ترقی یا بالیدگی کس کی ہوتی ہے اور کس سے یہ منسوب ہیں
اس پر کمتر آدمیوں کا خیال جاتا ہے اور گیا ہے۔
برہمہ۔ پربرہمہ۔ آتما۔ پرماتما تک کی اصطلاحات میں اس بڑھنے
کی مُراد داخل ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ برہمہ میں ورہ (بڑھنا) اور
من (سوچنا) ہے آتما میں ات (حرکت) اور من (سوچنا) ہے۔ ابتدا میں
یہ الفاظ اُس معنی میں کبھی مستعمل نہ رہے ہونگے جس معنی میں آج کل ان کا
استعمال ہو رہا ہے ان کے وضع اور مفہوم کے اندر ترقی اور بالیدگی کا
خمیر شامل ہوتا ہوا نظر آرہا ہے۔ قدرتی مادہ میں بڑھنا اور سوچنا دونوں
ہی اوصاف موجود ہیں۔ اس سے ایک شئے خواہ وہ کچھ ہی کیوں نہ ہو
خالی نظر نہیں آتی۔ اسی وجہ سے یہ سارے کا سارا جگت۔ برہمنے اور
آتمے سے کہلاتا ہے۔ یہ جذبہ ہے ذرہ ذرہ ریزہ ریزہ قطرہ قطرہ
تنکا تنکا اور لمحہ لمحہ میں نظر آتا ہے اور اسی بڑھنے اور سوچنے کا نام
زندگی ہے۔

زندگی بڑھنا ہے۔ بڑھ کر سوچنا
سوچنا بڑھنا ہے اس کا مُدعا
تم بڑھو سوچو۔ جو پائی زندگی
ورنہ ہوگی زندگی شرمندگی
بڑھنے میں شامل جسامت کا خیال
سوچنے میں ہے ذہانت کا خیال

سوچنے بڑھنے میں ہے حاصل شہود
اس کو سمجھو یہ ہے بود اور یہ نمود
ہستی جب اظہار کی صورت ہوئی
سوچنا بڑھنا ہے اُس میں لازمی
سوچنے بڑھنے میں ہے حاصل قیام
سوچنے بڑھنے ہی میں سمجھو دوام
سوچنے بڑھنے کو کہنا کرم گیان
اصل فطرت کی ہیں یہ روح رواں

دتاترے نے پہاڑ سے کوچ کیا۔ گو وہ چترکوٹ میں پیدا ہوئے تھے جو آریہ ورت کی سرحد تھا۔ آریہ ورت پہلے زمانہ میں صرف وہ قطعۂ زمین سمجھا جاتا تھا۔ جو ہمالیہ اور بندھیاچل کے درمیان واقع ہے۔ اب تمام جزیرہ نمائے ہند کو آریہ ورت کہتے ہیں۔ چترکوٹ وندھیاچل پہاڑ میں ہے اور گنگا جمنا کے دکن میں جو ملک آباد ہے وہ سب وندھیاچل ہی کے پیٹ میں ہے اس کا پھیلاؤ گنگا جمنا کے اسطرف سمندر تک ہے اور قدیم زمانہ میں یہ تمام سرزمین دراوڑ دیس کہلاتی تھی۔

رشی کی نیت پہلے آریہ ورت کی طرف جانے کی تھی۔ لیکن اُس خاص پہاڑ پر (جس کا اوپر ذکر آیا ہے) پہونچکر نیت بدل گئی اور صرف دراوڑ دیس ہی کو اپنی سیر و سیاحت کا فخر بخشا اتر کی طرف نہیں گئے۔ یہ سب سمجھ

اُس طرف کے آدمیوں میں ان کا چرچا بالکل نہیں ہے۔ دراوڑ دیس
کے لوگ ہی ان کے زیادہ تر معتقد نظر آتے ہیں۔ اور اس نواح میں
اکثر مندر بھی ان کے نام سے معنون شدہ ملینگے۔ شمال میں شاید
ہی ان کے یادگار میں کوئی خاص مندر تیار ہوا ہوگا کم از کم مجھے
اس کا علم نہیں ہے۔

ساتھ میں کتا تھا۔ جو پہاڑ میں ان کے ساتھ تھا اس نے ساتھ نہیں
چھوڑا۔ اور نہ انہوں نے اُسے علیٰحدہ کیا۔ گھومتے پھرتے ہوئے یہاں
جگہ آئے جو آجکل گانگا پور کہلاتا ہے اور حیدرآباد دکن کے گلبرگہ
ضلع میں واقع ہے۔ یہاں دو ندیوں کا سنگم ہے جنہیں بھیما۔ امرجا کہتے
ہیں۔ یہ نہانے کی غرض سے دریا پر گئے۔ وہاں ایک بیکس عورت
کھڑی ہوئی تھی جس کی صورت سے بے چینی اور مایوسی کے آثار نمایاں
تھے۔ ان کی نظر اُس پر پڑی۔ جب نہا دھو کر فارغ ہوئے دیکھا وہ عورت
اب تک کھڑی ہے۔ اُس کی طرف مخاطب ہوئے۔ پوچھا "مائی! تو دُکھی
معلوم ہوتی ہے۔ کیوں دُکھی ہے!" اُس نے رو کر کہا۔ کیا کروں۔ دُنیا
میں میرا کہیں بھی ٹھور ٹھکانا نہیں ہے۔ گھر باہر سب جگہ میری بےعزتی
ہوتی ہے۔ میں بانجھ ہوں۔ لڑکا بالا کوئی نہیں ہے۔ لوگ مجھ کو کراہیت
کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جب صبح کے وقت کسی کی نظر مجھ پر پڑتی ہے۔ وہ
سمجھتا ہے آج کا دن منحوس ہے۔ اس عورت کی منحوسیت کام کاج میں
دگھن (نقص) پیدا کرے گی۔ میرا شوہر تک مجھ سے نفرت کرتا ہے۔

ہیں گھبرا کر آج اس سنگم میں ڈوبنے آئی ہوں ۔ آپ آ گئے ۔ اس لئے رک گئی ۔ آپ جب چلے جائینگے ہیں دریا میں ڈوب کر مر جاؤنگی ۔ اس بے عزتی کے جینے سے مر جانا لاکھ درجہ بہتر ہے ۔"

دتاترے نے اُسے نمسکار کیا ۔" مائی ! تو گورو سروپ ہے تو نے آج مجھے نیا سبق دیا ۔ تیرے بال بچے نہیں ہیں ۔ تو صاحب اولاد ہونا چاہتی ہے ۔ صاحب اولاد ہونا ۔ ترقی اور بالیدگی کا نشان ہے ۔ یہ اُصول تو پیدا اور تناسل کے سلسلہ میں کام کرتا ہے ۔ برہم میں دو صفت ہیں ورہ (بڑھنا) اور منن (سوچنا) تو بھی بڑھنا چاہتی ہے اور بڑھنے کے معاملہ میں سوچ رہی ہے ۔ خودکشی نہ کر یہ پاپ ہے ہیں یہ دھتورے کا پھل تجھے دیتا ہوں ۔ اس کا دھواں لیا کر ۔ گاجر مولی ۔ میتھی کے بیج ہموزن لیکر صاف کرنے کے بعد انہیں پیس ڈال ایک تولہ سفوف کھا جایا کر ۔ ایک یا دو دن سے زیادہ نہ کھانا ۔ پھر چار دن کے بعد اپنے شوہر کے پاس جانا ۔ تیرے اولاد پیدا ہوگی ۔ بانجھ پن کا مرض جاتا رہیگا ۔ قدرت میں ہر مرض کا علاج ہے ۔ ہاں ایک مہینے تک گئی گوار کا مغز دو تین تولہ صبح کے وقت کھا لیا کرتا کہ معدے کی صفائی ہوتی رہے ۔"

عورت خوش ہوئی اُن کو اپنے گھر لیجانا چاہا ۔ انہوں نے انکار کیا ۔ میں سادھو ہوں ۔ گرہستوں کے گھروں میں نہیں جاتا ہوں ۔ میرے رہنے کی جگہ ویرانہ ۔ اُجاڑ ۔ سنسان بھومی ۔ پہاڑ کی گپھا یا کسی درکت کا ٹھ ہے ۔"

یہ کہہ کر کسی دان کو چل دئے عورت بھی اپنے گھر گئی۔

کہتے ہیں کہ ان کی دُعا اور دوا سے اُس عورت کا بانجھ پن جاتا رہا اِس کی کوکھ سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شری پاد بلبھ رکھا گیا اور وہ دتاترے کا انش اوراوتار سمجھا جاتا ہے۔ اُس کے نام کا مندر اُس جگہ اب تک موجود ہے میلہ لگتا ہے اور ہزاروں یاتری جاتے آتے رہتے ہیں۔

کہتے ہیں دتاترے نے چوبیس گورو دھارن کئے تھے۔ شریمد بھاگوت نے ایسا ہی لکھا ہے یہ روایت شاید کسی خاص نظر سے ہوگی۔ ورنہ وہ تو تمام جگت کو گورو ہی مانتے تھے۔

ذاتِ مرشد مظہر عالم ہوئی
نظروں میں وہ منظرِ عالم ہوئی
جو نظر آئے نظارہ اُسکا ہے
ذرہ ذرہ میں اشارہ اُسکا ہے

( )

ایک سادھو کا مٹھ

گھومتے پھرتے ہوئے کتنے کے ساتھ یہ رشیہ موک پربت کے قریب کسی سادھو کے مٹھ میں پہونچے سنسکرت اور پراکرت جانتے تھے عالموں کی زبان سنسکرت اور اُس زمانہ میں عوام کی بولی پراکرت تھی دونوں ملتی جلتی ہی تھیں۔ لیکن دراوڑ دیش کی زبان کچھ اِس قسم کی تھی۔ جوان

دونوں سے میل نہیں کھاتی تھی۔ وہاں کے آدمیوں کی بولی سمجھنے میں انہیں بڑی دقت واقع ہوئی کیونکہ ابھی تک اُس ملک میں آریوں کا گذر نہیں ہوا تھا۔ دتاترے راماین کے وقوعات سے پہلے اس ملک میں داخل ہوئے تھے۔ کم سن تھے۔ آہستہ آہستہ اس سخت دقت پر غالب آ گئے۔ بچوں میں خاص قسم کی ذہانت ہوتی ہے وہ جلد دوسروں کی بولیاں سمجھنے اور بولنے لگ جاتے ہیں۔

یہ منھ میں جانے کو تو گئے۔ لیکن ان کی عزت اور احترام کا خیال نہیں کیا گیا۔ مست تھے اس بدسلوکی کی طرف توجہ نہیں کی۔ رشیہ موک پربت میں بالی کا راج تھا جو اپنے زمانہ میں نہایت طاقتور سمجھا جاتا تھا۔ لیکن دراوڑ دیش عجیب طرح کا خطہ تھا۔ یہاں انسانی ہمدردی نہیں تھی اور مسافر نوازی کی تو ان کو بو بھی نہیں لگی تھی یہ کیفیت دیکھ کر انہوں نے ایک بڑ کے درخت کے نیچے آسن لگا دیا سٹھ کے سادھو ان کی آمد کا تماشہ دیکھنے آئے۔ پوچھا بھی "تم کون ہو؟" انہوں نے اپنا نام بتایا۔ سادھو کہنے لگے "کیا تم اگست کے بنس میں ہو؟" یہ بولے "میں اگست کے کنبہ سے نہیں ہوں۔ اترے اور انوسوئیا کا لڑکا ہوں۔ اگست کے نام و نشان سے واقف ہوں۔"

"ادھر کیوں آئے۔"

"جیسے نربدا اور گوداوری ندیاں آئیں میں بھی یہاں آ گیا۔"

کیوں آئے؟" "آب و دانہ لایا۔"

کیا تمہارے ملک میں آب و دانہ کی کمی تھی ؟"

"نہیں - یہ جگت ایشور کا ہے ہر جگہ اُس کا انتظام ہے - سیر و سیاحت کا جذبۂ شوق ادھر لایا -"

"غرض ؟"

"غرض کوئی نہیں - آنے والا تھا آگیا -"

"بغیر غرض کے دنیا کا کوئی کام نہیں ہوتا
ہاتھی کو قدرت نے لمبی سونڈ دی
اونٹ کو بھی ویسی ہی گردن ملی
تاکہ اُن کو ہو سہولت رزق کی
اس غرض سے ہے نہیں خالی کوئی
بیغرض تم آئے کیوں کیا تھی غرض
اس طرح کا آتا ہے مہلک مرض"

"جہاں کا غرض کا سوال اس قدر زور شور کے ساتھ اثر انداز ہے وہاں اُس کے پہلو میں بے غرضی بھی رہتی ہے دنیا مجمع ضدین ہے - دونوں کیفیتیں ساتھ ساتھ رہتی ہیں اگر اسکو نہیں سمجھتے تو یہ سمجھو کہ بیغرضی بھی ایک قسم کی قدرتی غرض ہے تاکہ قدرتی کمال میں کمی نہ محسوس ہو -"

"تمہارا پنتھ کیا ہے ؟"

"مستی -"

"مستی کوئی پنتھ نہیں ہے - ہم نے اُس کا نام آجتک نہیں سنا -"

تم نے سُنا یا نہیں سُنا۔ اس سے اُس میں کوئی نقص واقع نہیں ہوا
تر موِرتوں میں سے برہما جگت کو پیدا کرتا ہے وشنو پالتا ہے ان کا
کام غرض کے ساتھ ہے۔ شو کی ذات بے غرضانہ ہے وہ سب کو ایک
سمجھتے ہیں اور ان کی یہ سمجھ ہر مخلوق کو یکسانیت کی حالت میں لاتی ہے۔"
"تو تم راج سمبندھی معاملات میں دلچسپی رکھتے ہو؟"
"مجھے راج کاج کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔
فقیرِ بے نوا ہوں بے نوائی شان ہے میری
تعلق کا نہیں جذبہ۔ نہ میری ہے نہیں تیری"
نہ دنیا سے غرض مجھکو نہ دیں کا مجھ میں سودا ہے
نرالی شان ہے یہ ذات سے میرے ہویدا ہے"
"بہتر ہے تم یہاں سے چلے جاؤ۔ بالی کے جاسوس کثرت کے ساتھ
ہر جگہ گشت کرتے رہتے ہیں۔ ایسے آدمیوں کو گرفتار کر لیتے ہیں۔"
"نہ قید و بند کی پروا نہ مجھکو فکرِ نجات
صفات کا نہیں خدشہ نرالی میری ذات
ہزار بالی ہوں اُن کا نہیں ہے خوف ذرا
فقیر بن کے میں رہتا ہوں وہ کریگا کیا"
"ہم تم کو یہ رائے دینگے کہ یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔"
ہم نہ آئے آپ سے اور آپ سے جاتے نہیں
لا با جو نبھا ہے گا سکھ دُکھ سے گھبراتے نہیں

جینا مرنا ایک جینے کی نہیں آسا کوئی
مرتیو کا بھی سبب نہیں اسکی نہیں چنتا کوئی"

"ہم تم کو اپنے مٹھ میں جگہ نہ دینگے۔"

"میں نے کب تم سے کہا کہ جگہ دو۔ تم نے یہ مٹھ کیوں بنوایا۔ مٹھ بنوانے کی غرض تو یہ تھی کہ اتتھی ستکار (مسافر نوازی یا مہمانداری) ہو۔ یہ کوئی دھرم نہیں ہے۔"

"لڑکے! تو ہم کو دھرم سکھانے آیا ہے؟"

"دھرم کرم سب کے ساتھ ہے۔ اگر یہ نہیں ہے تو کچھ نہیں ہے۔ تم جاؤ۔ چین کرو۔ میں تمہارے یہاں نہیں ٹھہروں گا یہ بڑ کا درخت ہے اور میں ہوں۔ اس کا سایہ میرے لئے کافی ہے۔

رہوں گا سایہ میں اس نخل کے میں تھوڑے دن
یہاں سے چلتا ہونگا۔ کرو نہ تم بھن بھن"

سادھو چلے گئے۔ یہ وہاں مقیم ہوئے آدمی ان کے دیکھنے کے لئے آنے جانے لگے۔ یہ سب سے ملے انہیں وقتاً فوقتاً اپدیش دیا۔ زبان میں سرسوتی بستی تھی۔ بات کرتے تھے تو منہ سے پھول جھڑتے تھے۔ بے لوث اور بے غرض تھے جو آیا ان کا کلام سنکر فریفتہ ہوگیا۔ اب مٹھ کے اندر کوئی نہیں جاتا جو آتا ہے ان کی صحبت اور باتوں کا لطف اٹھاتا ہے۔ مٹھ کی بے رونقی ہونے لگی۔ پوجا پاٹ اور اس کے ستکار میں فرق آگیا یہ اکیلے تھے۔ مٹھ میں کئی سادھو رہتے تھے۔ وہ جاسا گئے

اور ان کے ستانے اور دُکھ دینے کے درپے ہو گئے۔ یہ حالت اچھی نہیں تھی ایک دن یہ کتے سے کہنے لگے "اب یہاں رہنا ٹھیک نہیں ہے یہ سادھو بھی گورو کے روپ ہیں اُنہوں نے مجھے اپنا اُپدیس دیدیا۔ اور یہ کافی ہے۔"

اور وہاں سے چلدیئے۔

نہ شدھ بُدھ کی لی اور نہ منگل کی لی
نکل کر چلے راہ جنگل کی لی

(۱۶)

گوداوری کا کنارہ - بھدّراچلم

فضل اور عدل

دتاترے کسی ایک جگہ نہیں ٹھہرے۔ چلتے پھرتے بھدّراچل پہاڑ پر پہونچے جو دریائے گوداوری کے کنارے کھڑا ہے۔ اس کے دامن میں بھنور بہت تھے۔ پہاڑ اس قدر اونچا نہیں ہے۔ لیکن بھنوروں کے جا بجا حایل ہونے کی وجہ سے کمتر لوگ اُسکی طرف رُخ کرتے تھے وہاں تیاگی اور ویراگی سادھو رہتے تھے۔ ان کو دیکھ کر خوش تو ہوئے لو وارد مہان تھے۔ صورت اور شکل پاکیزہ پائی تھی۔ لیکن ساتھ میں کتے کو دیکھکر دل میں کُڑہے۔ کتے کو عوام الناس نجس اور ناپاک سمجھتے ہیں یہ اسے دلدادہ تھے۔ وہ ان سے ملے۔ خوشی کا اظہار کیا۔

پوچھنے لگے۔ کون ہو آئے کہاں سے کس لیئے
ہم کو کیسے ہو تیے ملنے کے دسئے

دتاترے۔ میں نہیں یہ جانتا ہوں کون ہوں
جانتا جب میں نہیں تب کیا کہوں
آگیا درشن تمہارا پائیا
پا کے درشن دل میں اپنے خوش ہوا

سادہو۔ کتا ساتھ میں ہے اس سے پتا لگتا ہے۔ تم اگھوری ہو۔

دتاترے۔ "اگھورمنترم پرم منترم۔ مایا موہ نہ دیا پتم"۔

سادہو۔ "ہم نے اکثر اس طریق کا ذکر سنا ہے لیکن اس کے اصول سے واقف نہیں ہیں۔"

دتاترے۔ میری صورت کو دیکھ کر تم کو واقفیت ہوجائے گی۔ میں مجسم۔ اگھورمنتر ہوں۔ "آ" (بہت اور زیادہ) گھور (خوفناک)
یہ طریق سخت خوفناک ہے۔ یہ شو اور پاروتی کا سلک ہے
یہ ہے بے غرض اور بے واسطہ ہے
یہ بیغرضی بے لوثی کا ضابطہ ہے

سادہو۔ اچھا! اس وقت تو آپ نہائے دھوئے۔ یہاں کوئی نہیں آتا برسوں کے بعد آپ کا درشن ہوا۔ ناشتہ پانی کیجئے۔ ٹھہریئے پھر اس مضمون پر گفتگو ہوگی۔

• انہوں نے ایک درخت کے نیچے آسن جما دیا۔ لکڑیاں کثرت سے

پڑی تھیں ۔ دُہونی جلائی ۔ نہانے کے بعد جسم پر راکھ ملا اور ناشتہ پانی کر کے آگ کے سامنے بیٹھ گئے ۔

سادہو نے پوچھا " اب اس انگوٹھا یا انگوٹھے کی صراحت کیجئے " دتاترے نے جواب دیا " شوجی کا نام کال یا مہاکال ہے سنسکرت لفظ کل (شمار کرنے اور گننے) سے نکلا ہے ۔ جس میں گنتی گنی جائے ۔ ماضی حال اور استقبال رہیں اور واقعات کا بار بار اعادہ ہوتا رہے اُسے کال (وقت) کہتے ہیں ۔

کبھی گرمی کا موسم ہے کبھی برسات آتی ہے
کبھی سردی کی سردی ہے یہ آتی اور جاتی ہے
خزاں ہے پھول پتے خشک ہو کر گرتے ہیں سارے
بہار آئی تو یہ پھولے پھلے اور لگتے ہیں پیارے
اگر ہے زندگی تو موت اسکے ساتھ رہتی ہے
ندی ہے یہ رواں ہر وقت اور دائم یہ بہتی ہے
ہوس جینے کی اور مرنے کا غم جسکو نہ ہو بھائی
وہی ہے ذات شوجی کی صفت اُنکی یہ کہلائی

شوجی اصل ہیں ۔ اصل ہونے کی وجہ سے وہ لنگاکار (علامتی فرضی نشان) کہلاتے ہیں ۔ پاروتی اُن کا عکس ۔ نقل اور سایہ ہے نقل یا سایہ ہونے کی وجہ سے وہ ارگھو (ارہ ۔ پوجا ۔ پرستش ۔ قیمت وغیرہ) نام پاتی ہے یہ تم آسانی سے سمجھ سکتی ہو کہ اصل ہمیشہ نقل یا عکس کے ساتھ ملی رہتا ہے

جیسے آئینہ کے اندر آئینہ بین کا عکس متمکن اور ساکن ہوتا ہے آئینہ بین
اصلی چیز ہے اور آئینہ کا عکس نقلی اور غیر اصلی ہے۔ صاف لفظوں میں۔
شو ذات ہے اور پاروتی اُس کی ذاتیت یا صفت ہے ذات کا علم
اگر ہوگا تو ذات میں ہوگا صفت کا علم ہر شخص کو ہوتا ہے۔ اس وجہ سے
تعظیم اور پرستش صفت ہی کی کیجاتی ہے ذات صفت میں رہتی ہے۔
اس لیئے وہ اس کے رہنے کا برتن ہے " لنگ اور ارگھ" کا مطلب
صرف ذات اور صفت ہے۔ بغیر صفت کی مدد کے ذات تک رسائی
امر محال ہے۔ یہ پاروتی۔ کال اٹھاکال کی صفت ہونے کی وجہ سے
کالی یا مہاکالی (سخت خوفناک) کہلاتی ہے کیونکہ صفت ہی ذات کا
پردہ۔ خول یا غلاف بھی ہے۔

بے صفت کے ذات کی ہے کیا خبر
ہے بصارت ہی کا آلہ یا بصر
بے صفت کے ذات ہے پردہ گزیں
پردوں کے اندر ہی ہے پردہ نشیں
پردہ داری کرتی رہتی ہیں صفات
جب اُٹھے پردہ تو پھر حاصل ہو ذات
بے صفت کی استعانت ذات کیا
بے صفت کے علم اس کا کب ہوا

حق کی جملہ ہیں حقیقت یہ صفات
یہ ملیں تب ہاتھ آئے پاک ذات
ہے صفت کے سلسلہ میں قیل و قال
ہے تو اردا اس صفت کے بیچ حال

اتنا سنتا تھا کہ تیاگی و بیراگی سادہو سخت متحیر ہو گئے " مہاراج ! کیا آپ شو جی کے اوتار ہیں ؟ آجتک کسی نے شو اور پاروتی کے فلسفہ کے مسئلہ کو حل کر کے ہم کو نہیں سمجھایا تھا۔ سب کے سب اس دنیا میں بھرم میں پڑے ہوئے ہیں اور دہو کا کھا رہے ہیں۔ آپ ضرور شو کے اوتار ہیں۔

دتا تریے بتلے۔

اصلیت دراصل داخل اصل ہیں
آئینہ ہیں آئینہ کے نقل میں
حق کی جو کچھ ہے حقیقت حق میں ہے
آدمی بے سود لق و دق میں ہے
بے حقیقت حق کو کیسے پاؤ گے
بے صفت کے ذات تک کیوں جاؤ گے

فرق صرف اتنا ہے۔ اصل میں فضل ہے اور نقل میں عدل ہے۔ ویراگی تیاگی سادہو۔ بس بس! آج ہمارے سوچنے سمجھنے کے لئے اسیقدر کافی ہے اس فضل اور عدل کے مضمون پر ہم کل آپ کی زبانی

مینگے۔ آپ گو ابھی کم سن اور نا بالغ ہیں لیکن سچے گورو معلوم ہوتے ہیں
خوب ہوا آپ آگئے ہم کو آج اپنے تیاگ ویراگ کا پھل مل گیا۔ ہم ابتک بغیر
گورو کے تھے اب جاکر گورو ملا ہے اور ہمارا ٹھور ٹھکانا ہو جائیگا۔
دتاترے مسکرائے "گورو تم ہو۔ تم بھلے۔ میں نے اپنے خیال کے ظاہر کرنے
کا موقع پایا۔ اور تمہاری راسخ الاعتقادی کے ساتھ ساتھ اپنے یقین کو پختہ
کرلیا۔

آسماں پر آکے چمکا آفتاب
پانی کے اندر ہے اُسکا آب و تاب
کوزہ میں تھالی میں لوٹے میں ہے وہ
وہ بڑے برتن میں۔ چھوٹے میں ہے وہ
عکس کو دیکھا نظر اونچی ہوئی
اُس نظر میں آگئی اب یکسوئی
نیچے کثرت اونچے ہے وحدانیت
حق کی یہ وحدانیت حقانیت
ہے حقیقت ذات اور اوصاف میں ❊ نور عکس افگن ہے لطیف اوصاف میں

(۱۷)

فضل و عدل (مسلسل)

فرق کیا ہے؟ فضل میں اور عدل میں

بھید کیا ہے ؟ اصل میں اور نقل میں
اس کی ہی اسباب میں کچھ داستاں
غور سے پڑھ لیجئے گا یہ بیاں

جب اہل مل جاتا ہے تو دل کی کلی کھل جاتی ہے یوں تو دنیا میں آریہ سماجیوں کیطرح دلیل باز اور متعصب حجتی کثرت کے ساتھ ملتے ہیں جن کا اصل میں نہ دین ہے نہ آئین ہے۔ ان کا صرف یہ اصول ہے کہ چاہے کوئی سچ کہے یا جھوٹ کہے اُس کی زبان بند کر دیجائے بر ہما اور ورہسپتی بھی (دیدھیما سنے آئین) تو اُن کے ناطقہ کا قافیہ اس قدر تنگ کر دیا جائے کہ وہ دم نہ مار سکیں ایسی مخلوق سے ایشور پناہ میں رکھے۔ ان کو کبھی بھولے بھٹکے بھی حقیقت کا راستہ نہ ملیگا۔ یہ جس بات کو صحیح بھی سمجھتے ہیں اُسے کبھی صحیح نہ کہینگے تجاہل عارفانہ اُن کا عمل اور شغل ہے اُنہوں نے اپنے ایک مٹھی میں ایشور کو بند کر رکھا ہے۔ دوسری میں مقدس وید کو ان کی مٹھیوں کے وید اور ایشور سے ان کو خود بھی اطمینان نہیں ہے باتیں بہت بناتے ہیں بے اصولی کی زندگی بسر کرتے ہیں دُنیا میں ہزاروں مذہب ہیں جن کا اپنا فلسفہ ہے اس گروہ کا کوئی فلسفہ نہیں ہے۔ اس سے زیادہ غیر عملی طریق ایک بھی نہیں ہے وید وید چلاتے رہتے ہیں ہون اور یگیہ پر گلا پھاڑ پھاڑ کر تقریریں کرتے پھرتے ہیں لیکن بغور دیکھو اُن میں کون ویدوں کا عالم متبحر ہے اور کون آریہ سماجی ایسا ہے جو باقاعدہ ہون اور یگیہ کا عمل کرتا ہے۔ وید پرچار کی

دہن تو سنائی دینگی وید پرچار کا فنڈ بھی شاید قایم ہو گیا لیکن کہاں ویدوں کی اشاعت ہوئی کتنے وید سال میں طبع ہو کر عوام کی نظروں سے گذرے۔ اندھی دُنیا ان کے دام فریب میں پھنس کر گمراہ ہو رہی ہے اور ہندوؤں کے اصلی دہرم اور کرم کو یہ بہت بڑا دھکا دے رہے ہیں۔ مجھے ایک آریہ سماجی ملا۔ میں نے اس سے کہا۔ پُتر لفظ مرکب ہے۔ پُت اور تر سے۔ پت وہ نرک ہے جس میں بے اولاد ڈھکیلے جاتے ہیں اور جو کرم دہرم کرتا ہوا اُسے تار دیتا ہے وہ پُتر کہلاتا ہے یاسک منی کا نگھنٹ پُتر کا یہ مطلب بتلاتا ہے۔ لوگک (مجازی) اور رُوڑہی (لغوی) ارتھ اس کے یہی ہیں یہ سننا تھا کہ وہ اپنے آپے سے جاتا رہا۔ آئیں بائیں شائیں بکنا شروع کیا۔ مجھے مورکھ اور مہا مورکھ بھی کہا۔ میں نے عرض کیا آپ کو غصہ کیوں آ گیا اور تہذیب اخلاق کے دائرہ سے اس قدر بلا ضرورت کیوں دور نکل گئے اس سے فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہوا اگر میں نے جھوٹ کہا تو تہذیب کے ساتھ اس کی تردید کرو۔ تم صحیح معنی بتاؤ۔ اس نے اس کا جواب تو کچھ نہیں دیا یہ کہنے لگا۔ تمہاری ہستی کیا ہے۔ برہما بھی اگر ایسی بات کہیں تو سدھانت کے برخلاف ہم اُن کے بھی لاجواب کرنے کی طاقت رکھتے ہیں" میں تو خاموش ہو رہا اور لوگ اُس سے بحث کرنے لگے" بھائی! اگر تم صحیح معنی جانتے ہو تو بتاؤ بداخلاقی اور بدتہذیبی کی گفتگو کیوں کرنے لگے۔ وہ پھر گالی گلوج پر اُتر آیا لوگ متنفر ہو گئے یہ واقعہ ایک اپدیشک

کے ساتھ کا ہے جو اجمیر سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج کی شتابدی منانے کے لئے جا رہا تھا۔ میں جے پور جا رہا تھا۔ ریل میں دونوں سوار تھے کھچا کھچ آدمی بھرے ہوئے تھے۔ جہاں اور جس سماج میں ایسے آدمی بکثرت ملیں سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ جماعت مُردہ اور بے جان ہے اُس سے مُردنی اور تعفن سڑاندھ پیدا ہو رہی ہے۔ اس ستر اسّی برس کی عمر میں آریہ سماج نے کیا کام کیا؟ تنگ دلی اور تعصب تو بڑھ گئے۔ وہ قریب قریب اب مُردہ ہے اگر پنجاب میں دیانند کالج اور اس قدر مدارس نہ ہوتے تو اب تک کوئی اس کا نام تک نہ لیتا۔ پورانے آریہ سماجی تو اب خود بخود الگ ہوتے جا رہے ہیں نئے نئے لڑکے جو مدرسوں میں داخل ہوتے ہیں وہ سماج کے نام لیوا ہوتے ہیں اُن سے اس کی عارضی زندگی ہے۔ یہ بھی جب تجربہ کریں گے آپ کھسک جائیں گے۔ اطمینان قلب تو ہونے کا نہیں۔ باتوں کا پکوان کب تک کھائیں گے۔

یہ جملہ معترضہ تھا۔ غیر اہلیت اور عدم ظرفیت کے ذیل میں تمثیلاً آ گیا ان کو ہندو دھرم کی کیا تعلیم دیجائے ان سے تو کنارہ کشی ہی مناسب ہے یہ سادھو اہل دل اور صاحب ظرف تھے۔ دتاترے کے معتقد ہوئے

رات نیند میں گذری۔ صبح صادق کا ظہور ہوا۔ حاجات ضروری اور ناشتہ پانی وغیرہ سے فارغ ہو کر یہ دُھونی کے قریب آکر بیٹھے اور عدل اور فضل کے مضمون سُننے کی خواہش ظاہر کی دتاترے نے زبان کھولی۔

"راستے دو ہیں۔ کال مت۔ دیال مت۔ پتر یان۔۔۔ دیو یان

قمری۔ شمسی۔ پتر مارگ۔ دیو مارگ طریق عدل طریق فضل

نور اور سایہ کی شمولیت کی راہ خالص نور کی راہ

دہوم مارگ۔ پرکاش مارگ وغیرہ وغیرہ

چاہے جس نام سے موسوم کرو۔ معنی و مُراد ذہن میں رہیں۔

جو شخص دین آئین۔ کرم دہرم۔ پتر مارگ (بزرگان دین) پتری یان دہوم مارگ۔ نور و سایہ کی مشمولی راہ کا پابند ہے وہ قمری یعنی چندرمان کا اُپاسک اور عدل کی راہ میں ہے اُس کے دہرم کا نشان چاند ☾ ہے اور جو نور پرکاش۔ دیو یان کا پابند ہے وہ شمسی ہے اور اُس کے دہرم کا نشان شمسی ○ یہ فضل کا راستہ ہے عدل کے راہ میں کشمکش اور کھینچ تان جدو جہد ہے فضل کی راہ میں یہ نہیں ہے۔ عدل کا راستہ انصاف اور معدلت کا طریق کا ہے فضل کا راستہ رحمت کا طریق ہے۔ عدل کے راستہ کو کال مت اور فضل کے راستہ کو دیال مت کہتے ہیں۔

سادہو۔ آپ نے ابھی ابھی شو کو کال اور مہاکال کہا ہے اور پاروتی کو کالی اور مہاکالی کا خطاب دیا ہے اور اگھور مت کو شو کا تلقین کردہ کہا ہے پھر یہ کال مت ہوا۔ دیال مت تو نہیں ہوا اس لئے اگھور مت بھی کال مت ٹھہرا۔ اور کال مت چونکہ غیر مکمل اور دیال مت مکمل ہے۔ اس لئے آپ کا طریقہ بھی غیر مکمل ثابت ہوتا ہے۔ یہ بھی اردہ چندر کا راستہ ہے جبکے

پیٹ میں ستارے رہتے ہیں۔

دتاترے۔ شو کے صفات دو طرح کے ہیں سنگھار کرنے کی وجہ سے وہ کال کہلاتے ہیں۔ اُن کی مہربانی اور دیا کی نظر غریبوں پر بہت رہتی ہے اُس دیا اور رحمت کے خیال سے وہ دیال کہلاتے ہیں۔ جلاد دوسروں کی نگاہ میں بے رحم جلاد سمجھا جاتا ہے لیکن اپنے لڑکوں لڑکیوں کی نگاہ میں وہ باپ رہتا ہے سب اسے بُرا سمجھتے ہیں لیکن اس کی اولاد بُرا نہیں سمجھتی یہ صرف مثال ہے اور مثال کا صرف ضروری اور ایک پہلو لیا جاتا ہے کوئی ایشور کو جبار و قہار کہتا ہے کوئی رحیم وکریم مانتا ہے اگر کال کی معراج آدھا چاند ہے تو دیال کی علامتی معراج عمل سورج ہے اور یہ ہر دو علامات شو کی پیشانی پر ہیں سورج اُن کے دونوں بھوؤں کے بیچ میں ہے اور ارادہ چاند پیشانی کے درمیانی حصہ میں ہے۔

بھرو مدھیہ (درمیان ہر دو ابرو) سے سوشمنا ناڑی چلتی ہے یہ درمیانی ہے اس کے دائیں بائیں اڑا پنگلا دو ناڑیاں ہیں سوشمنا ان کے بیچ میں ہے اُن کی شکل اس قسم کی ہے

پنگلا
بایاں
اڑا
دایاں

راستہ سوشمنا سے چلتا ہے وہ بھرو مدھیہ سے اوپر شکھا چوٹی تک گئی ہوئی ہے۔ اڑا پنگلا سوشمنا سوشر کہلاتی ہیں۔ دماغ کا سب سے

اونچا حصّہ شکھا یا چوٹی ہے۔ یہ فضل کا راستہ ہے لیکن خبردار! جب تک گورو نہ ملے بھول کر بھی اس عمل کو نہ کرنا ورنہ خطرات میں پڑو گے۔ تحریر میں سب باتیں نہیں آتیں اور نہ آسکتی ہیں یہ خالص علم سینہ ہے اور سچے گورو کی تحریک و ترغیب کا محتاج ہے۔ ہاں سچا واقفکار گورو تلاش کرکے اس سے تعلق پیدا کرو تب یہ راستہ آسانی سے طے ہوگا۔

"گورو کے بغیر آپت بچن پرمان"۔ اطمینان بخش سہند کا موقع نہیں ملتا تجربات اور مشاہدات ہر شخص کے مختلف ہوتے ہیں اگر وہ اُن سے حجّت بازی اور قیل وقال کرتا ہے تو مفت میں مارا جائے گا وہ کیا جانتے ہیں کسی کے جذبات کیسے ہیں! اپنی سے ہانک لگائیں گے اور ممکنًا گمراہ کردینگے نقصان ہوگا۔ اس لئے جو کچھ کہنا سُننا ہے صرف گورو کے ساتھ ہو۔"

سادہو۔ کیا شریردھاری (جسم والے) گورو کو اتنی اہمیت دینا لازم ہے؟

دتا ترے۔ اس میں تمہاری غلطی ہے کام تو جب بنیگا شریردھاری ہی سے بنیگا۔ جس کے جسم نہیں ہے اُسے نہ تم تو دیکھ سکو گے نہ وہ تمہیں دیکھ سکیگا (۲) پھر بات چیت سمجھانا بُجھانا کیسے ہوگا! بغیر جسم کا گورو خواب و خیال ہے اگر برہمہ یا ایشور کو بھی تم اپنی غلط فہمی سے بغیر جسم کا سمجھتے ہو تو یہ سخت بھول ہے اُن کے بھی شریر ہیں۔ برہمہ کا جسم برہمانڈ۔ ایشور کا جسم یہ جگت اور جیو کا جسم یہ پنڈ ہے۔

دوساکھ

برہمہ رہے کایا کے اوٹلے
بہن کا یا برہمہ کیا بولے

ایشور ہے جگت کے دیہہ
بنا دیہہ سب سمجھو کیہہ
جیو ہے اس پنڈ مجھار
بنا پنڈ کیا کرے وچار
پنڈ میں بدھی۔ من ہنکار
پنڈ میں سوجھے بویک وچار

سادہو۔ کیا ایشور اور برہمہ بولتا ہے؟

دتاترے۔۔ بولتا ہے۔ ایشور اور برہمہ گورو کے روپ میں بولتے ہیں قدرت میں نہ تم بڑی چیز کو دیکھ سکتے ہو نہ چھوٹی کو نہ بہت لطیف پر نظر پڑتی ہے نہ بہت کثیف پر نہ پردے نہ پردہ کے اندر کی چیز دکھائی دیگی نہ پردہ کے باہر بڑی چیز پر نظر پڑے گی۔ جس شئے کی تمہاری آنکھ کے ساتھ نسبت مطابقت۔ یکسانیت اور باہمی مشابہت ہے صرف اس چیز کو دیکھ سکتے ہو اور یہ رعایتیں تمہارے اور گورو کے درمیان موجود ہیں۔

گورو ہی اس نظر سے ایشور اور برہمہ ہے

مول منترم گورو واکیم
مول پوجا گورو پدم
دھیان مولم گورو مورتی
موکش مولم گورو کرپا

سادھو۔ جو آپ کہتے ہیں وہ صحیح ہے۔ لیکن میرا سوال اس نظر سے نہیں تھا۔

دتاترے۔ میں تمہارا معبود ذہنی سمجھتا ہوں اور اُسے سمجھ کر جواب دے رہا ہوں۔ قدرت میں ہر شے کی حیثیت جُدا گانہ ہے اور وہ اپنے اپنے فرائض کو ادا کرتے ہیں تم کہتے ہو من بولے اور بدھی بولے میں کہتا ہوں وہ اپنے طریقہ کے موافق بولتے ہیں لیکن جسے عام طور پر بولنا کہا جاتا ہے وہ صرف زبان سے مخصوص ہے۔ اسی طرح برہما اور ایشور بولتے تو ہیں اُن کا بولنا اپنی ہستی کے اظہار کرنے کا ڈھنگ ہے لیکن یہ جب بولتے ہیں گورو کی زبان ہی سے بولتے ہیں گورو ہی ایشور اور برہمہ کی زبان ہیں۔

زباں اُسکی ہے اور وہ زباں میں رہتا ہے
جہاں اُس کا ہے اور وہ جہاں میں رہتا ہے
وہی ظرلیف ہے ارض و سما ہیں ظرف اُسکے
وہ ماضی اور مضارع۔ زماں میں رہتا ہے
اُسی کے نور کا عالم ظہور ہے مطلق
وہ بامکاں ہے وہی لامکاں میں رہتا ہے

سادھو۔ اگر کوئی شخص برہمہ یا ایشور ہی کو گورو مانے تو اس میں کیا

دتا ترے ۔ مانو ماننے کو منع کس نے کیا ہے۔ لیکن گورو نام ہے صاحب کلام کا۔ یہ لفظ گِرا۔ مادّہ سے مشتق ہوا ہے گِرا کہتے ہیں بانی اور کلام کو جو بولے اور کلام کرے اور کلام کے ذریعہ ہدایت اور رہبری کرے وہی گورو ہے اگر ایشور یا برہمہ بولتا ہے یا کسی سے بولا ہے تو تم اُسے گورو کرو کیا مضائقہ ہے کوئی ہرج نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ ایشور یا برہمہ کسی سے آجتک نہیں بولا اور نہ ہمکلام ہوا تو تمہیں انصافاً بتاؤ اُنہیں گورو کیسے کرو گے۔

سادہو۔ ایشور پہلے بولا تھا وید مقدّس اُس کے کلام ہیں۔

دتا ترے۔ جب وہ پہلے بولا ہو گا تو اب گونگا کیسے ہوگیا! وید رشیوں کے کلام ہیں۔ ہر منتر کا دیوتا (مضمون) رشی (منتر درشٹا مصنف) اور چھند (نظم وزن) وغیرہ مخصوص ہے اس سے تم وید بانی کا اندازہ لگا سکتے ہو۔

وید کی تقدیس کے قایل ہیں ہم
وید ہی کے گیان کے سایل ہیں ہم
وید کیا ہے؟ مُرشدوں کا ہے کلام
وید کی یہ حیثیت ہے خاص و عام
وید ہے الہام وصوتِ سرمدی
وید کی تلقین میں ہے بہتری

سادہو۔ تو ہم وید ہی کو گورو کیوں نہ تسلیم کریں!

دتا ترے۔ وید گیان کی نظر سے محیط کُل لیکن کتابی حیثیت سے محدود۔ اور بندشی حالت میں ہے۔ جلد بند۔ سطر بند۔ لفظ بند نظم بند!
اور پھر بھی وہ انسانی گورو کی تشریح اور تفسیر کا محتاج ہے۔ اب سوچو
وید بھی گورو کے ماتحت ہوئے یا نہیں! اسلئے گورو کی ذات مقدّم
اور باقی سب موخّر!

سادہو۔ سچ ہے۔ سمجھ گیا۔ آپ سامانیہ چیتنیہ کے قایل نہیں ہیں۔ وشیش چیتنیہ کے معتقد ہیں۔

دتا ترے۔ سامانیہ چیتنیہ محیط کُل جوہر ہے وہ کسی کا مخالف نہیں ہی
یہ خوبی صرف وشیش چیتنیہ کی ہے کہ وہ تعلیم اور تدریس کا سلسلہ جاری
رکھتا ہی۔ چاند کی روشنی میں چور چوری کرتا ہے۔ جواری جُوا کھیلتا ہی کیونکہ
وہ عام ہے گورو کی موجودگی میں وہ ایسا نہیں کرسکتا گورو مانع ہوگا یا اُس کی
موجودگی ہی خود روک تھام کا باعث ہوگی۔ میں سامانیہ (عام) اور وشیش
(خاص) چیتنیہ دونو ہی کی تقدیس کا قایل ہوں لیکن اصلی عزت صرف گورو
اور وشیش چیتنیہ ہی کی ہے۔

سادہو۔ آپ سچ فرماتے ہیں اس کے ضمن میں اور بھی کوئی بات ہے
جو آپ میرے ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں؟

دتا ترے۔ بھگتی اور گیان گورو کے تابع ہیں بغیر گورو کے بھگتی اور

گیان کے نہیں مل سکتے یہ مسلّمہ اور مصدّقہ اُصول ہے۔

سنادھو۔ کیوں ؟

دتاترے۔ اسلئے کہ بھگتی نام ہے پریم اور بھگتی کا۔ اور محبّت کا دم صرف ہمجنس کا بھرا جاتا ہے اور بھرا جاسکتا ہے۔ غیرجنس کی محبّت امر محال مشتبہ اور خوف افزا ہوتی ہے ایشور یا برہمہ لطیف ہیں انسان کثیف ہے۔ وہ جب کسی کی محبت کرے گا ہمجنس ہی کی کرے گا۔ گورو ہمجنس ہے اگر ایشور اپنی جلالی شان کے ساتھ آنکھوں کے سامنے آجائے تو آنکھیں اُس کی جلال کے دیکھنے کی تاب کب لاسکینگی دوُبھاگوگے پناہ مانگوگے۔ اس دراوڑ دیش میں شوہر بیوی پریم سے رہتے ہیں اتفاق کی بات مرد مرگیا۔ عورت روئی سر چھاتی کوٹتا ہاے! ایک مرتبہ کوئی میرے شوہر کو دکھا دے" وہ روتے روتے سوگئی۔ آنکھ کے کھلنے پر دیکھا اس کا مردہ شوہر سوکشم (ہیولانی) جسم میں سامنے کھڑا نظر آیا چلائی۔ شور مچایا۔ بھوت بھوت کہہ کر لوگوں کو آواز دی وہ صورت نظر سے غائب ہوگئی۔ اب وہی پریمی عورت ہے جو سال بھر برابر بھوت پوجا کرتی ہے تاکہ اسکا شوہر پھر نہ آوے۔ اسکا سبب یہ ہے کہ شوہر پہلے ہمجنس تھا اب غیر جنس ہوگیا اسی طرح بغیر سمجھے بوجھے ایشور کی اناپ شناپ بھگتی بے سود ثابت ہوتی ہے بھگتی تو وہ ہے نہیں۔ ہاں حرص اور بکھیڑا ہے۔ ایشور کی بھگتی گورو کے روپ میں کی جائے تب وہ پھلدایک ہوگی" اور وہ فضل اور دیا کا باعث بنیگی۔

۱۷۔ کرم کانڈ۔ اُپاسنا کانڈ۔ گیان کانڈ

سادہو۔ دتاترے کی باتوں سے بہت خوش ہوا۔ اُنکی مہانداری کا رسم ادا کیا دوسرے دن صبح وہ اپنے پوجا پاٹ سے فارغ ہو کر اُن کے پاس آیا اور سوال کرنے لگا۔

سادہو۔ آپ پیدائشی سادھو گرو اور سنت ہو آپ کا علم سیکھا ہوا نہیں پر طبعی ہے۔ کپاٹ کھلا ہوا ہے آپ روشن ضمیر ہیں۔ دتاترے مسکرائے۔

سادہو۔ یہ فرمائیے کرم کس طرح کیا جائے جس سے زندگی کی اصلاح فلاح ہو۔

دتاترے۔ تم نے آج ضروری سوال کیا۔ دراوڑ دیش میں کرم ہی مقدم ہے۔ کرم ہنستے کھیلتے خوشی خوشی کرنا چاہئے وہ دلپر بار نہو۔ اور اسطرح کرم کرنے سے زندگی کی اصلاح خود بخود ہو جاتی ہے۔ انسان کا کام بچوں کی طرح کھیل کود میں ہو۔

سادہو۔ دراوڑ دیش میں کرم کیوں مقدم ہے کیا اس دیش کے رہنے والونکو گیان کا حق نہیں ہے۔

دتاترے۔ ہے اور نہیں بھی ہے۔ سادہو۔ یہ کیوں ؟

دتاترے۔ میں اب النکار (شاعرانہ استعارہ) میں تمہارے ساتھ بات چیت کرونگا۔ یہ سمجھ لو۔ یہ بھارت ورش ایک پُرش ہے اس کی شکل آدمی کی طرح ہے۔ اس پُرش کے ساتھ اُسکی شکتی ہے۔ پرش۔ امرناتھ اور شکتی کا نام کنچن جنگا۔ طلائی اور سنہری ہے۔ امرناتھ کا سر کشمیر میں اور کنچن جنگا کا سر نیپال اور تبت کی کوہستانی چوٹی پر ہے۔ دونوں ہاتھ میں ہاتھ اور پانوں میں پانوں ملائے ہوئے کھڑے ہیں۔

اس کا سر اس آدمی کا آتر کھنڈ (شمالی یا بالائی حصّہ) کہلاتا ہے جس کے اندر من جت بدھی اہنکار اور سرت پانچ اندرونی اندریاں (انتہ کرن) کہلاتی ہیں۔ اس کا نیچے کا دھڑ دکشن کھنڈ (جنوبی یا نچلا حصّہ) کہلاتا ہے اس کے پانچ علمی حواس۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ ذائقہ۔ پوست یا چرم۔ گیان اندریاں کہلاتی ہیں اس کے نیچے کے حصّہ میں پانچ علمی حواس۔ ہاتھ۔ پاؤں نطق (بانی کلام) آلۂ تناسل اور آلۂ اخراج کا نام کرم اندریاں ہیں اس حصّہ میں کرم اور ضروری علم کا زیادہ چرچا رہا کرتا ہے یہ اسکی خصوصیت ہے۔ یہاں کرم ہی کی اہمیت ہے اس لئے تمام دراوڑ زیادہ تر اور بالخصوص کرم کانڈی ہی ہوتے ہیں میں نے اسی خیال سے کہا تھا کہ اس سرزمین والوں کو کرم ہی کے عمل و شغل کی جانب دھیان ہونا چاہیئے۔

سادھو۔ یہ آپ نے بالکل نئی بات کہی ہے جو پہلے کسی نے بھی نہیں کہا تھا۔ دتا ترے۔ کوئی کہے یا نہ کہے درخت اپنے پتے پھول اور پھل ہی سے پہچانا جاتا ہے۔ یہاں کرم کانڈ کا زیادہ زور ہے۔ برعکس اس کے آریہ ورت دیش میں کرم کے ساتھ گیان کا زیادہ چرچا رہتا ہے بندھیاچل اور ہمالیہ کا درمیانی حصّہ آریہ ورت کہلاتا ہے۔ اس کے اوپر اونچائی کا حصّہ گیان کے لئے مخصوص ہے اس تصویر سے تم کو صرف ادم بھو (بھولوک۔ پرتھوی اور نچلے حصّہ) اور ادم بھوو (بھوورلوک۔ انترکش اور درمیانی حصّہ) اوم بھوہ (سورگ لوک۔ بالائی حصّہ) سمجھانا مقصود تھا اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

سادھو۔ بات دل کی لگنے والی کہتے ہو
گیان کے طبقہ میں بستے رہتے ہو

بات کیا ہے لاجواب اور لامثال
کس نے پہلے یہ دیا ہم کو جواب
آپ لاثانی ہیں اور ہیں بے نظیر
آپ دُنیا کے ہیں پیرِ دستگیر

دتا ترے۔ قہقہہ مار کر ہنسے۔

بات میں بات۔ بات میں ہی بات
بات ہی میں ہے کرم گیان کا سات

سادھو۔ کرم۔ اُپاسنا۔ اور گیان کی اپنے ہی نقطۂ نگاہ سے تشریح کیجئے
ممکن ہے ہم پُورانی لکیر کے پیٹنے کی وجہ سے غلطی میں پڑے ہوں۔

دتا ترے۔ کرم کری دھاتو سے نکلا ہے آدمی جو کام کرتا ہے وہ سب کرم ہیں۔ اُپاسنا۔ اُپ (قریب) آسن (بیٹھنے سے نکلا ہے پاس بیٹھنے ہی کا نام اُپاسنا ہے۔ اوم بھور بھوُوَہ سوَہ (زمین درمیان اور عالم بالا کے خیال چھوڑو)
تت سوتر ورینیم (اُس قابل رغبت سورج کے سامنے بیٹھو)
بھرگو دیوسیہ دہی مہی (اُس کے اثر کو قبول کرو)
دہیو یونہ پرچودیات (تاکہ وہ تمہاری بدھیوں کا پیر بنے)

یہ اُپاسنا ہے۔ سورج کے قریب آسن مار کر بیٹھنا ہی اُپاسنا ہے سورج سے مراد آفتاب حقیقت سے ہے جو ہر فرد بشر کے اندر ہے۔

گیان سنسکرت دھاتو گیا (جاننے) سے نکلا ہے۔ جاننا۔ بوجھنا۔ سوچ سمجھ بوبک وچار۔ تصفیہ فیصلہ۔ یہ سب گیان ہی کی صورتیں ہیں۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ سُنی سنائی پڑہی پڑھائی۔ جانی جتائی باتوں کا وشواس اندر ہی گیان ہے یہ گیان جو ادنیٰ طبقہ کا ہے۔ اندریاں دیکھتی سُنتی ہیں من سوچتا اور اندازہ لگاتا ہے

اور من آتم پد میں ایکاگر (متحد) ہو جاتا ہے یہ گیان کی تین قسمیں ہیں۔ انہیں کو علم الیقین اور عین الیقین کہتے ہیں یہ کرم اُپاسنا اور گیان ہیں۔

سادہو۔ یہ سب صحیح ہے۔ کرم کانڈ کی علت غائی کیا ہے؟

دتاترے۔ برہما۔ وشنو جہیش کی طرح دُنیاوی کاروبار کو انجام دینا۔ یہ کرم کانڈ کی علت غائی ہے اِسکی حد صرف اتنی ہی ہے۔ کرم کانڈ کا مقصد یہی ہے۔

سادہو۔ کس طرح اسے انجام دینا چاہیئے۔؟

دتاترے۔ برہما کی طرح اولاد پیدا کرو بغیر اولاد کے نہ رہو۔ یہ فرض عین ہے تولید و تناسل کے سلسلہ کو جاری رکھنا دہرم ہے۔ جو ایسا کرتا ہے وہ پتری (باپ دادوں) کے قرض کو ادا کرتا ہے۔ جو ایسا نہیں کرتا وہ مقروض بنا رہتا ہے۔ اور یہ خیال اُسے نرک میں لیجاتا ہے یہ کرم کانڈ کا پہلا فرض ہے۔

دوسرا فرض یہ ہے کہ وشنو کی طرح کاروبار۔ پیشہ۔ تجارت۔ محنت۔ ملازمت کرتے ہوئے اولاد۔ قبایل۔ ہمسایہ۔ متعلقین اور مویشیوں۔ درختوں تک۔ اور عناصر۔ (آگ پانی مٹی۔ ہوا۔ آکاس) تک کو غذا دینا اور دیتے رہنا چاہیئے جو اتتھی (مہمان) آئے اُسے گھر میں پناہ دیجائے اور مہمانداری کا حق ادا کیا جائے ورنہ گھر بنوانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ یہ کرم کانڈ کا دوسرا فرض ہے۔ سادہو۔ کیا یہ بھی فرض ہے؟

دتاترے۔ ہاں یہ بھی فرض ہے۔ انسان اس دُنیا میں آکر جو سوچتا۔ بولتا۔ اور کرتا ہے اُسے سب کا قرض دینا پڑتا ہے مکان بنوایا تو اس کی صفائی۔ مرمت اور آرائش فرض ہے۔ درخت لگایا تو اُسے پانی دینا اُسکی حفاظت کرنا فرض ہے۔ اولاد پیدا کیا تو اُسے پالے۔ پوسے۔ ماں باپ بھائی بندسے اگر رشتہ جوڑنا ہے تو اُس کا بھی فرض ادا کرے۔ ہر گرہستی سرکار۔ دربار۔ برادری۔ قومیت۔ مذہب ملت۔ صحبت۔ ملک۔ پیشہ غرضیکہ ہر ایک کا مقروض اور قرضدار ہے۔ قرض ادا کرنا ہے

تو خیریت ہے ورنہ وہ پاپی سمجھا جائیگا۔
سادہو۔ سچ ہے۔ نظر بھی ایسا ہی آتا ہے اور ھیشں کی شکل میں کرم کانڈی کا دہرم کیا ہے۔!
دتاترے۔ چت میں صبر استقلال۔ سمتا۔ محبت اور ساتھ ہی بے پروائی رہے یہ شو کے اوصاف ہیں ان کے برتاؤ کا لحاظ رہے۔ میتری۔ کرونا۔ مدتیا اداسینتا کی عادت رکھے۔ محبت ہو۔ چھما دیا ہو خوشدلی رہے اور جو لوگ کہنا نہ مانیں اُن کی طرف سے بے پروائی رہے۔ یہ شو کا دہرم ہے یہ بھی قرض ہے اور اس قرض کا ادا کرنا بھی عین فرض ہے۔ اگر کوئی کرم کانڈی ہے تو ان تینوں اصول کا پابند رہے۔ شانت چت رہیگا۔
سادہو۔ سچ ہے ایسا کسی نے پہلے نہیں سمجھایا تھا۔
دتاترے۔ گورو نہیں ملا تھا۔

انسانی عظمت

تیسرے دن۔ سادہو۔ دتاترے سے مل کر کہنے لگا " آج میں آپ سے بہت سوال کرونگا۔ دتاترے۔ بہتر ہے۔ پوچھ لو۔
سادہو۔ قدرت میں سب سے پہلے کون پیدا ہوا تھا؟
دتاترے۔ یہ بڑا بیڈھب سوال ہے۔ جس کا جواب دیتے ہوئے انسان کی زبان لڑکھڑاتی ہے۔ تاہم میں جواب دئے بغیر نہ رہونگا۔ قدرتی ظہور کا سب سے پہلا نظارہ انسانی وجود ہے۔ اس سے پہلے جو حالتیں رہی ہوں اُنہیں ظہور نہیں کہا جا سکتا کیونکہ وہ علمی دائرہ ہے۔ دور دور تھیں۔ انسان آیا اور علم و عقل دونوں اس کے صفات میں تھے۔ وہ سوچنے لگا۔ اور علم و عقل سے بہرہ ور ہوا۔ سادہو۔ انسان سے پہلے آخر کچھ نہ کچھ تو رہا ہوگا۔

دتاترے ۔ وہ بھی انسان ہی تھا ۔ اور تم جتنی دفعہ یہ سوال کروگے ۔ میرا جواب انسان ہی ہوگا ۔

سادہو ۔ اس انسان کو کس نے پیدا کیا ؟

دتاترے ۔ اگر تم تولید و تناسل کی نظر سے یہ سوال کرتے ہو تو اُسے کسی نے بھی پیدا نہیں کیا ۔ وہ خود بخود پیدا (پرگٹ یا ظاہر) ہوا اسی وجہ سے اُس کا نام سویمبھو منو ہوا سویم (خود بخود) بھُو (ہوا) منّو (من والا) اس کا آسان فہم ترجمہ خدا ئے صاحب دل ہے جو خود آیا وہ خدا کہلایا ۔ اگر خود نہ آیا ہوتا تو اس کا نام خدا یا سویمبھو نہ ہوتا ۔

سادہو ۔ سویمبھو منو کو ایشور نے نہیں پیدا کیا ؟

دتاترے ۔ اگر اُسے کسی اور نے پیدا کیا ہوتا تو ہم اُسے سویمبھو یا خدا نہ کہتے ۔ بلکہ اور کچھ نام دیتے ۔

نام میں موجود ہیں اُسکے صفات
وہ ہے انسان اور انسان پاک ذات
جامع کامل مکمل شخصیت
شخصیت سے نکلی اُس کے فردیت
وہ ہے خالق خالقِ کونین ہے
وہ ہے صانع صانعِ دارین ہے

سادہو ۔ یہ نیا اور اچھوتا خیال ہے ۔ ایشور کیا ہوا ؟

دتاترے ۔ جس میں ایشوریہ (بل طاقت ۔ اختیار ۔ اقتدار وغیرہ) ہو ۔ وہ ایشور ہے یہ صفت بھی انسانی ہے ۔

سادہو ۔ اور برہمہ ؟

دتاترے - یہ اصول قدرت ہے - غیر شخصی ہے - محیط کل ہے اس کے دو اوصاف ہیں "ورہ (بڑھنا) اور منن) (سوچنا) جس میں بڑھنے اور سوچنے کے اوصاف کا جوہر موجود نمایاں اور عیاں ہوں چاہے وہ کچھ ہی کیوں نہ ہو - برہمہ ہی برہمہ ہے -

ستاوہو - یہ بھی نیا اور اچھوتا خیال ہے - پھر برہمہ ذات نہ ہوا صفات ہی ہا -

دتاترے -
نام میں اس کی حقیقت ہے عیاں
نام میں ہے اصلیت اسکی نہاں
جو بڑھے سوچے وہی ہے برہمہ دوست
چاہے وہ دل ہو جگر ہو گوشت و پوست
ذرہ ذرہ میں ہیں یہ اوصاف عام
قطرہ قطرہ میں ہیں دونوں لاکلام
نخل میں برگ و ثمر میں گھاس میں
سوچنا بڑھتا ہے - کہتا ہوں انہیں
چاہے حیواں چاہے وہ انسان ہو
برہمہ کے بڑھنے کی اس میں شان ہو
برہمہ ہے وہ برہمہ ہے وہ برہمہ ہے
برہمہ سے خالی کہاں ہو برہمہ شے
آب و آتش - ابر باراں - باد تیز
سنگریزہ - خاک و گلشن عطر بیز
برہمہ ہیں اور برہمہ کی ہیں صورتیں
برہمہ ہیں اور برہمہ کی ہیں مورتیں

سادھو۔ بڑھنا اور سوچنا چیتن کی علامتیں ہیں۔ برہم چیتن کہا جاتا ہے مٹی ہوا پانی جڑ ہیں یہ نہ بڑھتے ہیں نہ سوچتے ہیں انہیں آپ چیتن کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

دتا ترے۔ جڑ چیتن۔ صرف نسبتی الفاظ ہیں تم جس چیز کو متحرک پاتے ہو اُسے چیتن اور جسے ظاہر غیر متحرک دیکھتے ہو اُسے جڑ کہتے ہیں۔ جب میں سارے جگت کو برہم کہہ رہا ہوں تو کسی خاص نظر سے دیکھ کر کہہ رہا ہوں کوئی شے یہاں حرکت سے خالی نہیں ہے کیونکہ حرکت۔ بڑھنے اور سوچنے دونوں میں پائی جاتی ہے گنے اور مرچ کے درخت ایک ہی کیاری میں لگائے جائیں وہ بڑھینگے اور آکاس منڈل سے میٹھے اور کڑوے ذرات کھینچ کھینچ کر اپنی غذا بنائیں گے اور جذب کرتے رہینگے۔ اس سے ثابت ہے کہ بڑھنے اور سوچنے کی وجہ سے وہ برہم روپ ہی ہیں ان اوصاف سے ایک ذرہ تک تو خالی نہیں ہے۔ لاجونتی کا درخت انسان کے سایہ سے سُکڑ جاتا ہے اور اس کے ہٹ جانے سے پھیل جاتا ہے کیا اُسکی اس کارروائی میں بڑھنا اور سوچنا نہیں ہے؟ اور تم خود دیکھ کر نتیجہ نکال سکتے ہو۔ برہم عنصر محض ہے جو بڑھتا ہے اور سوچتا ہے ہاں دل اور عقل کی درجہ بندی کی بناوٹ سے سب میں فرق ضرور ہے۔ انسان کا دل پتھر کا دل نہیں ہے نہ پتھر کا دل انسان کا دل ہے۔

سادھو۔ تو اس حساب سے سب میں دل ہے؟

دتا ترے۔ ہاں سب میں دل ہے وہ سوچنے کا آلہ ہے۔

سادھو۔ تو پھر برہم اور دل میں یکسانیت ہوئی؟

دتا ترے۔ یکسانیت تو ایک طرح پر سب میں ہے تمام دُنیا ہی برہم ہے

برہمہ سے جُدا کونسی شئے ہے۔

وہی خاک۔ آب۔ آتش اور باد ہے
اُسی سے یہ کونین آباد ہے

سادہو۔ آپکی بات صحیح اور سچی جچتی ہے میں اسکی تردید نہیں کرتا لیکن جب سبھی برہمہ ہیں اور سب کو سن بلا ہوا ہے تو آپ کے سویمبھو منّو کی یا انسان کی کیا عزت ہوئی ؟ سب یکساں ہو گئے۔

دتاترے۔ سب کو دل اور عقل نصیب ہے سب بڑہتے اور سوچتے ہیں لیکن دل اور عقل کے عنصر کی جو تکمیل اور نموّ انسان میں ہوئی ہے وہ کسی میں نہیں ہی انسان قدرت میں بہترین خوشترین اور مبارک ترین مخلوق ہے اور اس دلی اور عقلی کمال کی وجہ سے اُسے سب پر فوقیت شرفیت اور فضیلت کا رتبہ حاصل ہے اور سب اُسکی بندگی بجا لاتے ہیں۔"

سادہو۔ کیا دیوی اور دیوتا پر بھی انسانیت کو فوقیت ہے ؟"

دتاترے۔ جب وہ اشرف اور اکمل قرار دیا گیا تو پھر دیوی دیوتا اُسکے سامنے کیا حیثیت رکھتے ہیں! کچھ بھی نہیں۔ ہاں اُن کی اپنی حیثیت اور اہمیت ضرور ہے اور قابل قدر ہے۔

سادہو۔ وہ کیا ہے ؟

دتاترے۔ انسان ہے۔ انسان کے ہاتھ پاؤں آنکھ۔ کان وغیرہ ہیں اُسی طرح برہمہ ہے اور اُس برہمہ کے بھی مجموعی اور کلی حیثیت میں جسم ہاتھ پاؤں وغیرہ سب کچھ ہیں یہ قدرت کی لطیف طاقتیں ہیں اور اُنھیں کو دیوی دیوتا کہتے ہیں۔

سادہو۔ تو آپ کی سمجھ میں برہمہ بھی صاحب جسم اور صاحب اعضا ہے ؟

دتاترے۔ اگر وہ ایسا نہ ہوتا تو کیا ہوتا! پنڈ انسان کا جسم ہے برہمانڈ کا جسم ہے

پنڈے سو برہمانڈے - دونوں باہم دگر مشابہ ہیں۔ ہاں پیمانہ کا فرق ہے۔ برہم بڑا ہے انسان چھوٹا ہے ورنہ جیسے وہ جامع اور مکمل ہے ویسے ہی انسان بھی ہے۔
سادھو - لیکن برہم کو نرگن اور نراکار بھی تو کہتے ہیں!
دتاترے - صحیح کہتے ہیں انسان بھی تو نرگن اور نراکار ہے۔
سادھو - کیسے - دتاترے - جاگرت میں جسم کے اندر رہنے والا اور اندریوں سے کام لینے والا انسان متھولا کار (کثیف الاعضا و کثیف الجسم) ہے خواب میں سونیوالا - خواب میں دیکھنے والا اور خواب کے لطیف اعضا سے کام لینے والا انسان شوکھشما کار (لطیف الجسم لطیف الاعضا اور لطیف العالات) ہے اسی طرح سوتی میں رہنے والا ظاہرا بغیر کثیف اور لطیف اندریوں والا انسان اپنے آپ میں سمٹ جاتا ہے - اسی کو نراکار اور نرگن کہتے ہیں جیسا برہم ویسا ہی آدمی پنڈے سو برہمانڈ کی پہلی دو حالتیں سگن (مجمع الصفات) اور آخری حالت نرگن (مستغنی الصفات) کہلاتی ہے نراکار ساکار میں یہ فرق ہے۔
سادھو - ”سمجھ گیا اب کل دریافت کروں گا - اور وہ چلا گیا

(۱۹) انسانی عظمت (مسلسل)

سادھو زیادہ گو - حجتی اور دلیل باز نہیں تھا - سوچ سمجھ والا تھا جو سنتا تھا اس پر غور کیا کرتا تھا - وہ دوسرے دن آیا -
سادھو نے پوچھا ”آپ کہتے ہیں انسان قدرت میں سب سے پہلے پیدا ہوا۔ عام آدمیوں کا یہ خیال ہے کہ وہ سب سے پیچھے پیدا ہوا - اور بتدریج - جمادی نباتاتی حیوانیت وغیرہ قالبوں سے گذرتا ہوا انسان کی شکل میں نمودار ہوا -
دتاترے نے جواب دیا - اگر یہ عام خیال ہے تو میرے خیال کو خاص سمجھو -

میں کہتا ہوں پہلی مخلوق انسان ہے۔

سادھو۔ سند؟ دتاترے۔ ورلہدیک اُپنشد۔ بہت قدیم کتاب ہے۔ وہ صاف لفظوں میں کہتی ہے۔ ابتدا میں پُرش تھا۔ دو الفاظ "پُر" (نگانوں قالب وغیرہ) اور اس (ہونے اور رہنے) سے بنا ہے جو جسم یا قالب میں رہنے وہ پُرش ہے اور یہ پرش انسان کے سوا دوسرا کوئی نہ ہے نہ ہو سکتا ہے۔ اُسی سے بھیڑ بکری گائے بیل، گھوڑے گھوڑی۔ ہاتھی ہتھنی شیر۔ شیرنی۔ بندر بندری۔ وغیرہ سب پیدا ہوئے۔ تم سند مانگتے ہو۔ یہ سند ہے۔ میں سند کا قایل کم ہوں اپنے انو بھو سے کام لیتا ہوں۔ تم نے سند مانگی اُسکا حوالہ دیدیا گیا۔

سادھو۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ بندر سے انسان بنا ہے۔

دتاترے۔ وہ بندر سے بنے ہونگے۔ میں تو بندر کو انسان سے پیدا شدہ مانتا ہوں۔

سادھو۔ مچھ۔ کچھ۔ وراہ۔ نرسنگھ۔ وامن۔ وغیرہ پہلے پیدا ہوئے یہی نشو ونما پاکر آخر میں انسان ہوئے۔

دتاترے۔ لیکن تم نے اسبات پر نہیں غور کیا کہ آیا ان سے پہلے انسان بھی تھا۔ یا نہیں! یہ سب منو کے عہد میں ظہور پذیر ہوئے منو انسان تھا۔ انسان مقدم (سب سے پہلا) ہے اور انسان ہی موخر (سب سے آخر) ہے سرشٹی کا آغاز اور انجام انسان کے ساتھ ہوتا ہے جب انسان نہ رہیگا تب کچھ نہ رہیگا۔

سادھو۔ اُپنشد نے تو ایسا ہی لکھا ہے جیسا آپ کہتے ہیں۔ اب میں آپ کی زبانی اس رچنا کے تفصیلی مدارج کو سننا چاہتا ہوں۔

دتاترے ۔ میں تفصیل کی طوالت کو پسند نہیں کرتا ۔ صاف صاف مختصر
کلام میں گفتگو کرتا ہوں ۔ وہ تم سُنو ۔ ابتدا میں منو ہوا اور وہ سورج بنکر
دنیا میں چمکا ۔ اُس کے عکس سے چاند بنا ۔ چاند بطور خود روشن نہیں تھا ۔
وہ عکسی تھا ۔ تاریک تھا ۔ سورج سے اکتساب نور کیا ۔ سورج میں بیرج (باپ)
ہے چاند میں رلی (رج) یا حیض کے خون کا سامان ہے ۔ ان دونوں کے ملاپ سے
شکل کا قالب ظہور میں آیا ۔ خاص قسم کا قالب یا جسم بنا ۔ اس جسم میں بدھ (عقل)
وہیتی (زبان) شُکر (بیرج) اور شنی (قوت حرکات و سکنات) سب پیدا
ہو گئے اور تولید و تناسل کا سلسلہ جاری ہوا ۔ یہ سورج منو ہے منو سے
چاند شتسرد پا (ہزاروں صورت والی) اُس کی ورتی ہے ۔ ان سے پیدائش
کا سلسلہ جاری ہوا ۔ یہ رچنا کی مختصر کہانی ہے ۔

سادہو ۔ جب عناصر نہیں تھے تو بغیر آکاس وایو ۔ آگ پانی اور مٹی کے جسم
کیسے بن سکتا تھا ۔ ؟

دتاترے ۔ معقول ! رج بیرج کے میل سے پہلے بدھ تو نکلا یہ چوتھا خواہ
تولید و تناسل کے سلسلہ میں پہلا عنصر ہے ۔ اسی بدھ یا عقل میں چت من
اہنکار ۔ مسرت وغیرہ رہتے ہیں اور بدھ کے ظہور کے ساتھ ہی اسکے من
سے آکاس ۔ وایو ۔ آگ جل اور پرتھوی پیدا ہو کر دُنیا کی احاطہ بندی
کرتے ہیں اور اُن کے ملاپ سے پہلے پنچ تن ماترائیں (لطیف عناصر) شبد
سامعہ ۔ سپرش (لامسہ) روپ (باصرہ) رس (ذائقہ) اور گندھ (شامہ)
پیدا ہوتے ہیں اور یہ لطیف عنصر یا سوکشم تتو ۔ کثیف یا استھول شکل میں نمودار
ہو کر پنچ مہا بھوت آکاش ۔ وایو ۔ اگنی ۔ جل اور پرتھوی کہلاتے ہیں
اور انھیں سے تمام مخلوقات اور موجودات کے جسم بنتے ہیں اور ان سے

اندر سورج تتو پران ہو کر آباد رہتا ہے۔ جب تک وہ ہے تب تک زندگی ہے اُسکے جاتے ہی یہ اجسام بیکار اور بے مصرف ہو جاتے ہیں۔ پران سورج کا عنصر ہے۔
سادہو۔ یہ بھی نیا اور اچھوتا خیال ہے۔ بُدھ سے لطیف اور کثیف عناصر کی پیدائش کا خیال شاید ہی کسی نے دیا ہوگا۔
دتا ترے۔ اس دُنیا میں نہ کوئی چیز نئی ہے نہ پورانی ہے۔ جو کچھ ہے وہ خیالی ہے اور سب کی پیدائش من سے ہے۔ من ہی سب کا پیدا کرنے والا ہے اور اسی من کا دوسرا نام بُدھ ہے۔ اور اسی سے تمام عناصر پیدا ہوتے ہیں آدمی سوچے تو یہ سمجھ میں آجائے۔ سوچتا نہیں اسلئے اسے سمجھتا بھی نہیں۔ یہ بُدھ چاند کا لڑکا ہے چاند میں رئی یا مادیت ہے اور یہ مادیت کا جوہر ہے اس چاند کا خاوند یا مالک سورج ہے اور وہ پُرش یا آدمی ہے جو سب کا سجدہ گاہ اور سب کی تعظیم کا مستحق ہے۔ یہ دُنیا اُسی کے ظہور کا تماشا ہے اُسکے سوا کچھ نہیں ہے۔
سادہو۔ یہ بھی نیا اور اچھوتا خیال ہے۔
دتا ترے۔ تم ایسا کہو۔ میں نہیں کہتا۔ دُنیا سورج سے ہے۔ سورج ہی دُنیا ہے اس کا ظہور عالم ہے اور تمام انسان اسی کی اولاد ہیں۔ اس سورج کے متعدد اور مختلف نام و نشان ہیں جیسا وقت آتا ہے ویسا ہی یہ پکارا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے یہ مُنو ہے۔ جب یہ جگت ہوا اور اسکا راجہ مُنو ہوا تو اس مُنو کا نام سوئمبھو منو پڑا۔ بعد کو وقت کی تبدیلی اور ضروریات زمانہ کی نظر سے وہی سوروچش۔ اُتم۔ تامس رَیوت وغیرہ کہلایا اس وقت اُس کا نام وَیوسوت ہے۔ جس وقت تک جس منو کی حکومت رہتی ہے اُس بیچ کا نام منونتر ہے۔ ایک کلپ میں چودہ منو اور چودہ منونتر ہوتے ہیں۔ منو انسان ہے۔ منوشی۔ منو کی عورت ہے اور منشیہ منو کی اولاد ہے۔
سادہو۔ یہ بھی نیا اور اچھوتا خیال ہے۔

وتاترے - تم ایسا کہو میں نہیں کہتا - یہی منو تمام انسانوں کا باپ ہے
تمام انسان اوس کی اولاد ہیں - جو منو سے پیدا ہوا وہ منشیہ ہی ہے
یہ منو ہی تمام انسانوں کا معراج خیال - اشٹ - آدرش - اور آئیڈیل ہے
اسیکا قانون اور اسی کی حکومت ہے - جو اس کا پابند ہے وہ آدمی ہے جو اُس
سے منحرف ہے وہ گرا ہوا ہے - اُسی کی پرستش - تعظیم اور سجدہ کا حکم ہے
اور بچوں کے گاتیری منتر - میں اُسیکو سوتر کہا گیا ہے -
سوتر - سورج کو کہتے ہیں - اس کا سنسکرت مادّہ شُو (ڈالنا) ہے جو بیج
ڈالے وہ سوتر ہے -

اوم - بھور - بھووہ - سوہ
تت سوتر ورنیم

بھُو (زمین) بھووہ (وسط - انترکش) سوہ (سورگ اونچا - دِویہ) کا
(خیال ترک کر کے) تت (اُس) سوِتر (سورج) ورنیم (قابل رغبت)
کے سامنے آجاؤ)

بھرگو دیوسیہ دہی مہی دھیو یونہ پرچودیات
اُس دیوتا کا اثر قبول کرو - تاکہ وہ تمہارے عقول اور بُدھیوں کا محرک
(پریرک) بنے
سادہو - سوچنے سمجھنے کے لئے بہت خیال مل گئے اب پھر اور سبق لونگا -

(۳۰) انسانی عظمت (مسلسل)

ایک سبق روزانہ لینے کا معمول ہو گیا - دتاترے - بھدراچلم - میں
کئی دن رہے - سادہو کئی ایک تھے لیکن اُن کی بات سوا ، اِس ایک

سنا دہو کے کسی کی سمجھ میں نہیں آتی تھی صرف وہ آکر سوال کرتا اور یہ اُسے جواب دیتے۔ تھوڑی دیر بات چیت ہوتی تھی باقی وقت ان کا مستی اور مدہوشی میں گذرتا تھا۔

جوشِ مستی میں ہوا گم جب فقیر
پھر نہیں حرص و ہوا کا وہ اسیر
ہوتا گم معراج ہی میں ہے وصال
ہے یہی ابھیاس کا حدِ کمال

مستی میں مستی ہو مستی میں ہو مست
ہو نہ دل میں فکرِ وسط و فوق و پست
نور کا عالم کرے اپنا ظہور
آئے شاغل اپنے مرشد کے حضور

ہے یہ مرشد دل میں اور دل ہی ہے وہ
تیل جیسے تِل میں اور تِل میں ہے وہ
ذات میں ہو جائے جب اپنے فنا
یہ فنا ہے اصلیت اصل بقا

صحبتِ مرشد میں آئے گی سمجھ
عقل اس برکت کی پائیگی سمجھ
جب نہیں صحبت سمجھ یہ دور ہے
پھر سماعت اور کہاں پر نور ہے

مست ہو مستی میں مستی ہو کمال
مستی کی مستی میں ہوتا ہے وصال

جب حاجاتِ ضروری سے فراغت حاصل ہوئی سادہو دتاترے کے پاس آیا اور اُن کے درمیان سوال و جواب کا سلسلہ جاری ہوا۔

سادہو۔ آپ آدمی کی بڑائی کرتے رہتے ہو۔ اُس میں کیا ایسی خوبیاں ہیں جن کی وجہ سے آپ کی سمجھ میں وہ سب سے زیادہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے اور فرشتوں (دیوتاؤں) پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔؟

دتاترے۔(۱) انسان جامع ہے۔ فرشتے جامع نہیں ہیں۔

(۲) انسان میں حد بیدی اور ان دونوں سے پرے کی بھی حالت ہے فرشتوں میں یہ نہیں ہے۔

(۳) انسانی جسم (پنڈ) برہمے کے جسم (برہمانڈ) سے مشابہ ہے فرشتوں میں یہ نہیں ہے۔

(۴) فرشتے محدود المکان محدود الزمان اور محدود الظرف ہیں انسان بالاتر ہے۔

(۵) فرشتے قدرت کی ایک ایک محدود طاقتیں ہیں انسان اگر کامل ہے تو یہ سب اسکے تابع ہیں۔

(۶) تمام خلقت کی مخلوق انسانی حواس قوت کا مجسم عکس ہے انسان اصل ہے۔

سادہو۔ آپ نے انسان کی حد سے زیادہ تعریف کی یہ دعویٰ بے دلیل ہے یا مدلل ہے؟

دتاترے۔ مدلل ہے۔

سادہو۔ دلیل؟

دتاترے۔ انسان جامع ہے مکمل ہے........

سادہو۔ دلیل؟ دعویٰ بے دلیل قابل پذیرائی نہیں ہے ہر بات کے لئے دلیل کی ضرورت ہے

دتاترے۔ ہزاروں دلیلیں ہیں۔ ابتدائی دلیل تم کو دیتا ہوں۔ کیونکہ ابھی تم مذہب کی روحانی دنیا میں بچے اور طفل مکتب ہو۔ بلوغیت اور بالغیت نہیں ہے اسلئے گیان کا ادھکار کم ہے۔

اس نظام شمسی (سوریہ منڈل) میں سات تتو (اصول یا عنصر) کام کرتے ہیں سورج چاند منگل بُدھ۔ ورہسپتی۔ شکر شنی یہ ساتوں انسان کے اندر ہیں انکی جمعیت

کی وجہ سے یہ جامع ہے۔

انسان میں سورج کا تیج - پران سوچ اور جیون (زندگی) ہے۔
" " چاند کی مادیت رج اور رتی ہے۔
" " منگل کی طاقت بل اور پورش ہے۔
" " بدھ کی بدھی سمجھ بوجھ اور ذہانت ہے۔
" " ورہسپتی کی گویائی۔ نطق اور فصاحت ہے
" " شکر کا دھاتو (منی) ہے۔
" " شنی (سنیچر) کے حرکات وسکنات کا سامان ہے۔
یہ سب انسان میں ہیں اس لئے وہ جامع ہے۔

سادہو - معقول! یہ سچ معلوم ہوتا ہے اور انسان میں برہمہ کا کیا انش (جز) ہے کیونکہ اس کے بغیر تمام جامعیت - ہیچکارہ اور پھر بھی ناقص ہے۔

دتاترے - برہمہ میں دو تتو (جوہر یا صفت) ہیں ورہ (بڑھنا) اور بنن (سوچنا) برہمہ ورہ اور بنن مجسم ہے - ہر انسان ترقی پسند اور عقل پسند ہے۔ یہ اسکے گن - کرم اور سوبھاؤ میں داخل ہیں۔

سادہو - تو انسان جیو ہے - برہمہ نہیں ہے - برہمہ کا انش ہی اس میں ہے انش کی وجہ سے وہ صرف جزدی ہے - کامل نہیں ہے کیا آپ انسان ہی کو برہمہ کہتے ہیں آپ کی تعلیم میں یہ نقص ہے۔

دتاترے - جیو ہی برہمہ ہے "جیو و برہمہ بھید کم" جیو اور برہمہ میں کیا بھید ہے - ؟ کچھ نہیں)

سادہو - یہ ویدانت کا مقولہ ہے - کیا اس انسانی کمال اور انسانی جامعیت کے لئے آپ کے پاس وید مقدس کی کوئی شہادت موجود ہے۔

دتا ترے ۔ ہے ۔ وید مقدس گیان کا بھنڈار (خزانہ) ہے جو کچھ ہے اُس میں ہے ۔ وید کہتا ہے " اوم ! یہ انسان مکمل ہے مکمل ہے مکمل ہے مکمل ہی پیدا ہوتا ہے اور مکمل سے جو چیز نکالی جائے نہ صرف وہی مکمل رہتی ہے بلکہ اُس کے کمالیں بھی کوئی فرق نہیں آتا " یہ منتر اسی انسان کی بزرگی کی نسبت نازل ہوا ہے ۔

سادھو ۔ ہاں سچ ہے ۔ میں نے یہ منتر سُنا ہے ۔ "اوم پورنم ۔ اپورنیم ادم پورنسیہ پورن ۔ اوچیہ تے وغیرہ وغیرہ "

دتا ترے ۔ تو تم اس رمز کو سمجھ گئے ۔ زیادہ سمجھانے بجھانے کی ضرورت ہے ۔ درخت سے بیشمار بیج نکلتے رہتے ہیں اُس میں کمی نہیں آتی وہ جا کا تیوں رہتا ہے اور ہر بیج میں مکمل درخت رہتے ہیں ایک انسان سے ہزاروں لاکھوں انسان پیدا ہوتے ہیں وہ جیسے کا تیسا رہتا ہے اور انسانی بچے انسان ہی بنتے ہیں ۔ یہی کیفیت ذرّہ ذرّہ قطرہ قطرہ نباتات جمادات حیوانات اور معدنیات کی ہے ۔ سوچنے سمجھنے کے لئے یہی ایک منتر کافی ہے "

سادھو نے نمسکار کیا ۔ مطمین ہو کر چلا گیا ۔

(۳۰) شانتی سلامتی کا راستہ

کُل میں جُز ہے جُز میں کُل ہے جُز میں ہے کل کا پتا
کُل میں ہے نخل تناور نخل کا کُل میں پتا
حق حقیقت کا ہے مظہر ۔ حق حقیقت میں نہاں
حق ہے ظاہر حق ہے باطن حق نہاں ہے حق عیاں
ہے اکائی ایک میں اور اس اکائی میں ہزار

ایک کو دیکھو اکائی لاکھوں کا اُس سے شمار
ایک کو جانا نہیں۔ لاکھوں کو پھر جانے گا کیا
جب سمجھا انتی نہیں اوروں کو پہنچائیگا کیا
قطرہ قطرہ بحر کی صورت میں دیکھو موج خیز
غنچہ غنچہ باغ کی صورت میں ہیں سب عطر بیز
ذرہ ذرہ میں درخشاں ہو رہا ہے آفتاب
آدمی میں بھی ہے نوراں آفتاب و ماہتاب

دوسرے دن سادہو آیا۔ کہنے لگا۔ میں دیرینہ سال معمر اور سن رسیدہ آدمی ہوں بہت کچھ پڑھا۔ لکھا۔ گیان۔ دھیان سب کچھ سیکھا کرم دھرم سے واقفیت پیدا کی لیکن ہر بات میں کورے کا کورا رہا۔ مجھے اب تک کوئی گورو نہیں ملا جو چاولی دیکر جاتا اور مجھے شانتی ملتی۔ میں نے جس وقت سے آپ کو دیکھا مجھے یقین ہوگیا کہ آپ گورو ہیں اور گورو ہیں اور گورو کے روپ میں پرگٹ ہوئے ہیں اسلئے آپ کو سچے دل سے نمسکار کرتا ہوں اور آپ کی شرن میں آیا ہوں۔ آپ ابھی کم سن لڑکے ہو اور میں اس پیاری پیاری شکل پر نثار ہونے کو تیار ہوں۔"

دتا ترے جی ہنسے "وہ تمہارے گورو دھارن کرنے کا اب وقت آیا ہے کوئی بچپن ہی میں بالغ ہو جاتا ہے کوئی جوانی میں اور کسی کسی میں بلوغیت بڑھاپے میں آتی ہے۔ تمہاری بلوغیت کا وقت اب آیا ہے۔"

سادہو "اب صرف یہ خواہش ہے کہ آپ مجھے شانتی اور سلامتی کا راستہ دکھائیں۔ میں اسپر چلوں اور میری باقی عمر اسیطرح گذر جائے۔"

دتاترے۔ ایک جنم گورو بھگتی کر جنم دوسرے نام
جنم تیسرے مکتی پد چوتھے میں نج دھام

سادھو۔ نا! نا!! نا!!! مجھے یہ منظور نہیں ہے۔ چار جنموں کا انتظار مجھسے نہ ہوسکیگا۔ میں چاہتا ہوں جو کچھ ہونا ہے جلد۔ ابھی اور تھوڑے ہی دنوں میں ہوجائے جنم جنمانتر کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوجائے"

دتاترے۔ تم نے میرا مطلب نہیں سمجھا۔ جنم سے مراد زندگی کے ایک حصے سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کچھ دنوں گورو کی صحبت خدمت کچھ دنوں نام کی مشاقی اور مزاولت۔ کچھ دنوں جیون مکتی کی لذت! اور ان کے بعد نج دھام خواہ ودیہہ مکتی" اصلی زندگی کی معاشرت۔ یہ چاروں حالت ایک ہی جنم میں حاصل کی جاسکتی ہیں۔

سادھو" لیکن جنم سے تو مراد پیدائش ہی ہے۔"

دتاترے۔ سچ ہے جن دھاتو کا مطلب ہی پیدائش سے ہے۔ جو پیدا ہوا وہ جن ہے اور اس میں نم (منن دھاتو سوچنا) ہے۔ جو پیدا ہوا اور سوچنے لگا جنم والا ہے۔

آدمی کا پہلا جنم ماں باپ کے گھر۔ دوسرا جنم گورو کے کُل یا گوتر میں۔ اسی وقت سے وہ دوجنما کہلانے لگتا ہے اور دوِج ہوتا ہے اسیطرح نام لینے پر نام کا جنم ہوتا ہے وعلیٰ ہذالقیاس نئی صورت نیا خیال نئی وضع اختیار کرنا سب نئے نئے جنم دھارن کرنا ہے۔

برہمچریہ۔ گرہست۔ وان پرست۔ سنیاس ایک ہی جنم میں چار قسم کے جنم ہیں اسیطرح گورو بھگتی نام بھگتی۔ جیون مکتی۔ ودیہہ مکتی چاروں ایک ہی جنم میں حاصل کئے جاسکتے ہیں اور کئے جاتے ہیں۔

سادھو۔ سمجھ گیا۔ اب اور سوال جواب کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی

اگر آپ مجھے سچ مچ ادھکاری سمجھتے ہیں تو شانتی کا سچا راستہ دکھا دیں"۔

(۲۱) شانتی حاصل کرنیکا اُصول

دتاترے نے کہا۔ اے سادھو! تم سادھو ہو جو سادھنا کرے وہ سادھو ہے محض فقیرانہ صورت بنا لینے سے کوئی شخص سادھو نہیں ہوتا۔ سادھنا لازمی ہے۔ سادھن سمپن۔ جیون بھی۔ انوبھو سمپن جیون ہو سکتا ہے۔ بغیر سادھن کے سادھو نہیں اور بغیر سادھن کے انوبھو نہیں۔ انوبھو کے بغیر گیان نہیں ہوتا اُن پیدائشی یا درزاد فقیروں کی مثال کبھی نہ پیش کرو جو ماں کے پیٹ سے بنے بنائے آتے ہیں وہ خاص قسم کی مخلوق ہیں اُن کو عام آدمیوں سے نسبت نہیں ہے۔ میں تم کو نہایت اختصار کے ساتھ سنتوں کے اُصول تلقین کرتا ہوں۔ ان کی پابندیوں سے تم روز بروز اپنے اندر تبدیلیاں دیکھوگے قدم جب پڑے گا ترقی کے راستہ ہی میں پڑے گا۔ اور زندگی خطرات سے محفوظ رہے گی۔

(الف) اخلاقی اُصول۔

(۱) آنکھ۔ کان۔ اور لب کو اپنے بند کر
راز حق کی تب ملے گی کچھ خبر
اوروں کے عیبوں کو جب دیکھیگا تو
عیب بینی کی پڑے گی تیری خو
عیبوں کا گہرا اثر دل پر جو ہو
آدمی آپے سے تب جاتا ہے کھو

(۲) جب سُنیگا دوسروں کے عیب کو

مڑیگا آپ خود گمراہ ہو
دیکھنے سے عیب کے سننا بُرا
سُننے والا عیب کا ہے بدبلا
اُس کا دل مسموم و زہر آلود ہے
عیب کا سُننا بہت مکروہ شے

(۳) اوروں کے عیبوں کا مت دے اشتہار
اپنے ہی عیبوں کا ہر دم ہوشیار
جس کی بدگوئی کی عادت پڑ گئی
زندگی اُس کی سمجھ لے سڑ گئی
جسم ہے ہر تن سڑا ایندھ کو نہ بھر
اور زباں اخراج کی ٹوٹی نہ کر
بدزبانی ہے تعفن گندگی
بدزبانی باعثِ شرمندگی

(ب) مذہبی ہدایت۔

(۱) قول[۱] فعل[۲] اور نیک ہوں تیرے خیال[۳]
بیہودہ عادت سے اپنے کو سنبھال
پردہ پوشی شان رحمانی ہے گر
پردہ دری فاسقی خوئے شیطانی مگر

(۲) ہو دلآزاری سے ہر دم احتراز
تب کھُلیگا حق کا کچھ کچھ بھید راز
دل دکھاتا ہے تو حق سے دور ہے
دینداری پاک قلم کا نور ہے

(۳) کام کر دن رات بیکاری نہ ہو
نیک کرداری ہو بدکاری نہ ہو
شہد کی مکھی کی صورت اے عزیز
نفع کی اپنے ہمیشہ کر تمیز
پھول سے لے بیگماں اپنی غذا
برگِ گُل پاؤں کے دقبوسنے بچا

(۴) دل ہے معبد دل میں رہتا ہے خدا
دل کسیکا بات کہکر مت دُکھا

(ج) روحانی بندشیں

(۱) تین بند لگائے کر سُمِر سُمِر گورو نام
سادھو سمرن ماتر سے کرلے پورا کام

(۲) تین بند لگائے کر۔ ہو ستگور کا دھیان
ایسے دھیان سے سادھوا۔ ملیگا سچّا گیان

(۳) تین بند لگائے کر نام نرنجن سے
انتر کے پٹ تب کھلیں جب باہر کے دے

(۴) تین بند لگائے کر مُنہ سے کچھ نہ بول
باہر کے پٹ ڈھیے کر۔ انتر کے پٹ کھول

(۵) تین بند لگائے کر شن انحد دھن تان
سہج یوگ سادھن سو گم پڑگئے پدنروان

(۲) تاکید و تنبیہ۔ یہ باتیں اسوقت تک حاصل نہ ہونگی۔ جب تک گورو نہ ملیگا اور جبتک سہج یوگ کا سادھن نہ کیا جائیگا۔

طبیعتیں جداگانہ ہیں مزاج مختلف ہیں۔ ہر شخص ہر کام کے لئے قدرت میں وضع نہیں کیا گیا۔ طبیعتوں کے موافق طبیعتوں کے کام بھی جُدا جُدا ہوتے ہیں یوگ بھی کئی قسم کے ہیں مثلاً ہٹ یوگ۔ پران یوگ۔ مانسک یوگ۔ کرم یوگ بھگتی یوگ۔ (دھیان یوگ) گیان یوگ وغیرہ وغیرہ اور ان کی بھی الگ الگ کئی قسمیں ہیں جن کی تفصیل طولانی ہوگی۔ ہٹ یوگ ہی کو دیکھو اس میں نیتی۔ دہوتی۔ نیولی۔ گج کرم۔ گنیش کریا۔ وستی وغیرہ کتنے ہیں اُن کے ساتھ مدرائیں (کھیچری۔ بھوچری۔ اگوچری۔ انمنی وغیرہ) بندھ (مول بندھ) کرن بندھ۔ نیتر بندھ۔ جھپیا بندھ وغیرہ) کا بیان آیا ہے۔ اِن کے جھمیلے میں پڑنے کی عام ادھکاری کو ضرورت نہیں ہے۔

اِن سب میں سہج یوگ۔ بہت سہل۔ بالکل قدرتی اور بغیر تردد کا ہے۔ عورت مرد۔ جوان۔ بوڑھا۔ تندرست اور بیمار سب ہی کر سکتا ہے اور کسی قسم کی محنت بھی نہیں ہے یہ سب سے زیادہ مفید ہے۔ اِسے کرو۔ اور روز بروز اپنے اندر تبدیلی اور ترقی کے آثار محسوس۔ مفہوم اور معلوم کرتے چلو۔ ابھی سے بہت کچھ ہو جائیگا۔ نہ واد لواد۔ (دویت۔ ادویت۔ ایکتو۔ انیک وغیرہ) کے جھگڑوں میں پڑو۔ یہ بال کی کھال نکالنے والے اور ہندی کی چندی کرنے والے فلسفوں اور فلاسفروں کی قیل و قال کے ناحق کے جھگڑے رگڑے ہیں انہیں زبانی جمع خرچ کرنے والے۔ واچک گیانیوں کا لاحاصل مشغلہ سمجھو ان سے اصلی مراد حاصل نہیں ہوتی عمریں صرف ہو جاتی ہیں اور اگر ایک دو کو فائدہ بھی ہوا تو اُدھر خیال اور توجہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے الشاذ کالمعدوم۔

چار۔ اٹھارہ نو۔ پڑھے۔ کھٹ۔ پڑھ کھویا مول

شرت شبد جانے بنا جیوں پنچھی چنڈول
پڑھا پڑھی اور لکھا لکھی کی بات نہیں ہر سوئے
سُنا سُنی میں مر کھپے - برلا بچا ہے کوئے

توحید یا ایکتو واد کا جھگڑا تو مسئلہ فضول ہی ہے یہ صرف درمیانی شوق ہے انتہائی نہیں ہے - ایک میں یہ بات چیت ہوتی ہے نہ کتھا وارتا کی ضرورت پڑتی ہے دلیل توحید تردید توحید ہے یہ صرف یکتی - پرتی - یکتی (دلیل بازی اور حجت) کا طریق ہے -

(۱) ایک ایک میں بات کیا - ایک ایک نہیں بات
ایک کے ساتھ انیک ہیں - چار پانچ دو سات
(۲) ایک - اکائی - سیکڑا اور دہائی لاکھ
ان کے دھوکے جو پڑا کھوئی اپنی ساکھ
(۳) ایک کہوں تو ہے نہیں دوجا[۱] کہوں تو گار[۲]
جیسا ہے تیسا رہے کہیں کبیر بچار

[۱] دو
[۲] گالی

ساتھ ہی سدھی - شکتی - خرق عادات - معجزات - کرامات سب کے سب مایا وی اور مایا کے بندھن ہیں - یہ منزلِ مقصود تک پہونچانے کے ناقابل اور گمراہ کرنے والے ہیں -

مایا سدھی شکتی میں جھگڑے کرے انیک
اس جھگڑے میں جو پڑا سو جھے نہیں پد ایک
لینا ہو سو جلد لے کہی سُنی مت مان
کہی سُنی جُگ جُگ چلے آواگون بندھان

---

(۳۲) سہج یوگ

سادھو نے کہا۔ میں نے اصول کو خوب سمجھ لیا۔ اب زیادہ پوچھنے گچھنے کی ضرورت نہیں باقی رہی۔ صرف آپ کی شرن میں آنا چاہتا ہوں۔

دتاترے بولے "ایک بات اور باقی رہگئی ہے اُسے ذہن نشین کرلو۔ تب میں تم کو سہج سادھن سکھاؤنگا۔"

سادھو "وہ کیا ہے؟"

دتاترے۔ وہ یہ ہے کہ دنیا میں تو ننانوے ۹۹ مت متانتر موجود ہیں جو جیسا ہے ویسی سمجھ بوجھ رکھتا ہے اور فطرات کے موافق اُس کے مطابق کاربند رہتا ہے ان کے ساتھ کبھی چھیڑ چھاڑ نہ کیجائے نہ ان کا دل دُکھایا جاہیئے۔ کوئی ان میں پُرانی لیکر پیٹ رہا ہے کوئی رسم ورواج کا پابند ہے ان کے ساتھ بحث مباحثہ یا بادبواد میں پڑنا متعصب ہونا ہے تعصب لاعلاج روحانی مرض ہے یہ جذام کا عارضہ ہے۔ اس کوڑھ کی غلاظت کو آسانی سے دہونا سخت مشکل ہے۔

جو ہے متعصب وہ دل کا تنگ ہے
سخت ہے پتھر ہے۔ دل کا سنگ ہے
تنگ نظری تنگ چشمی آئی جب
اصلیت جاتی رہی یک لخت تیرگی چھائی تب
سہج جوگی اس بلا سے دُور ہو
اور تعصب یک قلم کافور ہو
تب وہ سیکھے اس عمل کو بیگماں

پائے گا حق اور حقیقت کا نشاں
اصلیت ہو جائے گی خاطر نشین
رفتہ رفتہ ہوگا وہ پختہ یقین

سادھو۔ میں اس اصول کا ہمیشہ پابند رہونگا۔ صحبت بد سے بچتا رہونگا۔ صرف سہج یوگ کے عمل و شغل سے کام رکھونگا۔

(۲۳) سہج یوگ (مسلسل)

دتاترے نے خوش ہو کر کہا۔
سنو۔ ابتدا میں حقیقت یا اصلیت تھی۔ بحر عظیم کی تموج کی طرح اس میں خیال کی لہریں ہمیشہ سے لہراتی رہیں یہ دور مسلسل لامقطوع ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا یہ لا ابتدا اور لا انتہا ہے ماضی۔ حال اور استقبال کی شرائط سے ہمیشہ آزاد! نیکی اور بدی کی ضدین کے التزام سے ہمیشہ پاک صاف رہتا ہے۔

وہ نہیں بد ہے نہ کہنا اس کو نیک
وہ نہ رحمان ہے نہ شیطاں۔ ایک ہے وہ ایک ایک
ایک کہنا بھی فقط کہنے کی بات
کہنے سننے کی رعایت پانچ سات
ماننے کے واسطے توحید ہے
کلمۂ توحید کیا! تجرید ہے
ایک کا ہو رہ یہ معراج خیال
یہ فقط ہے بالیقین نہ کمال

اُس میں گم ہو رہنا ہے اصلی کمال
ہے یہی عُرس اور ملاپ اُسکا وصال
قطرہ دریا میں گرا دریا بنا
یہ نہیں اُس سے کبھی ہوتا جُدا
جب نمک کی پُتلی پانی میں گری
پانی پانی پانی پانی ہو گئی
ڈہونڈ وے گے اُسس کا کہاں نام و نشاں
وہ نہ جسم و دل نہ ہے روح و رواں
کیا ہے مذہب ؟ کیا ہے مشرب؟ اے عزیز
ہوش کر باعقل ہو اور باتمیز

اس بحرِ خیال کی تموجی حرکت میں جو شے پہلے پیدا ہوئی وہ محض یہی آواز تھی جسے کہتے ہیں حرکت میں آواز ہے یہ آواز ہی چیتن اور چیتنیا کی جان ہے اس کی حرکت دور میں پہلا اُصول جو پیدا ہوا وہ عقل ہے اور اُسی عقل میں دلی خواہش۔ قوت، تمیز اور ہوش سب کچھ موجود ہے۔ حرکت ہمیشہ دائرہ کی صورت میں کام کرتی ہے اسی آواز سے تمام گولے گولے بننے شروع ہوئے اور عقل نے اُن کے نام و نشان قایم کرنے کا اہتمام کیا اور اسلئے میں اسی عقل خواہ دل کو قدرت کا پہلا عنصر تسلیم کرتا ہوں جو وہ اصل میں ہے۔

اس عقلی یا دلی نظام کی آفرینش میں پانچ لطیف عناصر پیدا ہوئے شبد (آواز) پرش (لامسہ) روپ (مشکل) رس (ذائقہ) (گندھ) (شامہ یا بو) ظہور میں آئے۔

انہیں لطیف عناصر نے بعد میں کثیف صورتوں میں ظہور کیا اور اُن سے

پانچ کثیف عناصر الطول تتو آکاس - ہوا - آگ - پانی اور مٹی پیدا ہوئے
یہ مہا بھوت کہلاتے ہیں - آکاس بطور خود گو ہوا - آگ - پانی - اور مٹی
کا مخزن ہے لیکن وہ محیط کل عنصر صرف ان تتوں کی نظر سے ہے اصل میں
محیط کل عنصر دل یا عقل ہی ہے جسکی قدرت میں چار پانچ صورتیں ہیں
چت (قوت تصوریہ) من (قوت متخیلہ) بُدھی (قوت عقلیہ یا تصفیہ یا
یقینیہ) اور اہنکار) قوت انانیہ) اور شُرت (قوت توجہ)

سادھو نے پوچھا - جب ابتدا میں آواز تھی تو پھر یہ شبد دوبارہ
کیوں کہا گیا؟

دتا ترے - وہ آواز اصلی آواز تھی یہ عقلی ہے - اور رفتہ رفتہ جب
ان عناصر کی مشمولی اور امتزاجی کیفیت سے اجسام اور اجرام بننے
شروع ہوئے مخلوقات کی پیدائش ہونے لگی بے شمار اقسام کے
جراثیم حشرات الارض کیڑے مکوڑے انسان - حیوان - نباتات - جمادات
پیدا ہو گئے اور وہی اصلی آواز تمام قالبوں میں سمائی سب کی جان اور
روح ٹھہری - اور اس کی بے شمار صورتیں ہوتی گئیں آواز کی مختلف
صورتوں میں قایم ہونے کا یہ راز ہے جو قابل غور اور قابل خوض و تصور ہے -
کوئی شے یہاں آواز سے خالی نہیں ہے - اگر آواز ہے تو وہ زندہ
ورنہ مُردہ ہے - تمام جانداروں کے حرکات و سکنات میں یہ آواز موجود
ہے جو ورہ پیتی (زبان) اُشکر (منی - دھاتو) اور سینچر (حرکات سکنات)
کی صورتوں میں ہر وقت کام کرتی رہتی ہے -

سادھو نے دریافت کیا پران کی پیدا - موجد - اور آفریدگار - کیا یہ آواز ہے؟
دتا ترے - بھولے بھالے دوست! پران آواز سے خالی کب ہے!

تم سانس لیتے ہو۔یہی تو پران ہے۔سانس آواز کرتی ہوئی نکلتی ہے آواز کرتی ہوئی جسم کے اندر واپس جاتی ہے اور آواز کرتی ہوئی ٹھہرتی ہے جاگرت۔سوپن۔سوشپتی (ناسوت۔ملکوت اور جبروت) سب میں آواز ہی آواز تو ہے اس کے سوا اور کیا ہے اریچک (ریزش) پورک (پُر کرنا) اور کمبھک (سکون) سب میں آواز ہے۔یہ آواز پران کا پران اور پران کی جان ہے۔تمام مخلوقات خواہ وہ حیوانات انسان نباتات جمادات اور معدنیات ہوں سب سانس لیتے ہیں اور سانس پران ہے اور پران کا جوہر آواز ہی ہے۔

سادھو۔کوئی آواز بغیر حرکت کے نہیں ہوتی اس لئے حرکت کو پہلا اصول کیوں نہ تسلیم کیا جائے۔

دتاترے۔حرکت اور لاحرکتی دونوں آواز ہی کے تابع ہیں۔جب آواز سکون کی حالت میں تھی۔دنیا میں کسی حالت کا نام ونشان تک نہیں تھا۔جب آواز کا ظہور ہوا تب ہی سے نام ونشان دونوں پیدا ہوئے۔

شبد گپت تب رہا انام
شبد پرگٹ تب دھریا نام

سادھو۔جب شبد ہی سب کچھ ہے تو پھر گورو کی فوقیت اور اہمیت کی اسقدر ضرورت کیا ہے!

دتاترے۔آواز کا پتا کس سے ملیگا۔؟

سادھو۔شُرتی بطور خود کافی ہے۔

دتاترے۔شرتی مسموع۔سماع۔راگ۔دھن اور نغمہ کو کہتے ہیں جن کو رشیوں نے اپنے اندر سُن کر چھند بدھ (نظم بند) کیا۔وہ ایسی

بتانے والے اور جتانے والے کی محتاج ہے وہ بطور خود کافی یا گورو کے فرائض کب انجام دے سکتی ہے یہ علم سینہ ہے جو اسی طرح گورو چیلے کے سلسلہ میں چلا آرہا ہے۔

سادھو۔ بالفرض اگر میں آپ سے سُنکر عامل ہو جاؤں تو کیا ہرج ہے؟

دتاترے۔ یہی تو میں بھی کہہ رہا ہوں۔ اس کے سوا اور میں نے تم سے کیا کہا ہے!

خدمتِ مُرشد میں سیکھ اس شغل کو
کر عمل صبح و شام مت دقت کھو
اُس سے اصلِ رازِ حق کو پائے گا
واصلِ منزل یوں ہی ہو جائے گا
جب نہیں مرشد تو سب بے سود ہے
ذاتِ مرشد صورتِ بہبود ہے

سادھو۔ عبادت ریاضت یا آنکہ اس کے عمل وشغل کا طریقہ کیا ہے؟

دتاترے۔ صبح و شام تنہائی کے مقام پر بیٹھ کر سُمرن دھیان بھجن کرو۔ زندہ نام کا سُمرن۔ زندہ صورت کا تصوّر اور زندہ آواز کا سماہو یہ آخری رعایت بھجن کہلاتی ہے۔

آسماں پر چڑھ کے سن آواز کو
چھوڑ کر دُنیا کے حرص و آز کو
سہل آساں شغل یہ مشکل نہیں
وہ نہیں سن سکتا جس میں دل نہیں
یہ سماع ہے اور سماعت ہے یہی
یہ ریاضت اور طاعت ہے یہی

آسماں سے آئے گی ہر دم صدا
یہ صدا ہے ذکرِ حق بشکل ندا
روح راجع ہو گی سمتِ آسماں
وحی کی جا ہونگے دل اور جسم و جاں
جو بھرم میں ہیں وہ ہیں بھرے ہوئے
ایکساں ہیں جیسے جی یہ سب موئے
ہمت اور جرات سے خالی۔ رات دن
کھو رہے ہیں اپنے ماہ و سال و سن
خوف کی حالت میں رہتے ہیں مدام
فکرِ دنیا نے دِلی ہے صبح و شام
مردہ ہیں مُردوں کی صورت رہتے ہیں
مُردنی کے رنج و غم کو سہتے ہیں
زندگی اور موت ان کی ایک ہے
جس کی یہ حالت ہو وہ کب نیک ہے

جو یہاں پر ہے اگر بے مرشد ا
وہ نہیں سُن سکتا الہامِ خدا
شُرتی شَبد لی ہے سماع اور راگ ہر
ہے یہی اُدگیتھ۔ انحذ ہے یہ شے
ہے یہ لا مقطوع و متسلسل مُدام
شغل ہو اس شغل کا ہر صبح و شام
بے مدد مرشد کے تو او پر نہ چل

پُر خطر ہے راہ۔ خطروں سے نکل
ساتھ میں مرشد اگر ہے مہربان
پھر نہ خطرہ ہے نہ ہے خوف زیاں

بُھو۔ بُھووہ۔ سوہ۔ دیکھ اندر آفتاب
آفتابی ہو کے لے لے آب و تاب
دھیان ہے یہ زندہ اور زندہ ہی تو
تُو نہ گندہ مُردہ اور بندہ ہے تو
شغل یہ ہرگز نہیں ہے بندگی
بندگی ہے گندگی شرمندگی

حُریّت۔ آزادی۔ کا ہے یہ طریق
قید بندش سے ہو آزاد ای شفیق
مستی جب آنے لگے اس شغل سے
تو سمجھ لے راہ ہے۔ یہ راہ ہے
مستی ہی ہستی ہے ہستی مستی ہے
مستی جب دل میں نہیں کیا ہستی ہے
مستی میں مستی ہو مستی ہے خدا
مستی سے ہرگز نہ ہونا پھر جُدا
فرق ہے نقطہ کا۔ تو یہ جان لے
جان لے پہچان لے اور مان لے
نقطہ جب اوپر ہے تب قرب خدا
نقطہ جب نیچے تو ہے اس سے جُدا

لہ آزادی

بھو۔ بھووہ۔ سوہ۔ تخت ووسط وفوق کو
چھوڑ کر تب اس عمل کا شوق ہو
پیش و پس کرنا نہ کرنا بد دلی
ورنہ انجام اُس کا ہے بیجا جلی

اس قدر تعلیم دینے کے بعد دتا ترے سادھو کو ایک علٰحدہ تنہائی کی جگہ میں لے گئے۔ اور اُسے سہج یوگ کی آسان ترکیب سکھائی۔ جس کا دوسرا نام آنند یوگ بھی ہے۔ وہ شغل میں بیٹھا۔ پانچ ہی منٹ کا وقفہ ہوا ہو گا اُس کے دل کو قرار آگیا دل مُتحد ہو گیا۔ مستی آگئی۔ اندر نور اور کلام دونوں کا ظہور ہوا۔

نور کے مظہر میں تھا اخفا کلام
وحی اور الہام تھا یہ لاکلام
وہ ہوا مدہوش بھولا جسم جان
بیخودی میں پایا مستی کا نشان

دتا ترے نے پندرہ منٹ کے بعد اُسے جگا دیا۔ کہنے لگے "بس بس! اس وقت اسیقدر کافی ہے۔ شغل کی مشاقی آہستہ آہستہ ہو بیخودی زیادہ نہ ہونے پائے۔ صرف ابتدائی منزل کی تعلیم دی گئی۔ روحانیت کے پانچ منازل ہیں۔ جن کی راہ۔ بھرو مدھیہ (نقطہ سویدا) سے سوشمنا ناڑی (نحن اقرب) سے ہو کر گذری ہے یہ مدھیہ مارگ (دنیا کی طریق) کہلاتا ہے۔ وراٹ۔ انتریامی۔ ہرنیہ گربھ یہ تین برہم کی منزلیں ہیں۔ پربرہم کی منزل چوتھی منزل ہے جو مہاکال کہلاتا ہے۔ اس کے پرے ست پد۔ ست لوک۔ ست پرش کا استھان آتا ہے یہ آخری منزل ہے چار منزلوں میں بیخودی کے ساتھ خودی شامل رہے تاکہ اُن کے مشاہدات

اور تجربات کا ساتھ ساتھ علم ہوتا چلے۔ عمل اس علم کو پختگی دیتا چلیگا
جب آخری منزل آجائے وہاں خودی کو بیخودی میں یک دم گم کردیا جائے
اور جیون مُکتی حاصل کرکے تب ست کی زندگی۔ اختیار کی جائے۔

(۲۴) حقائی اور یزدانی دُھن

علم ہو لیکن نہ ہو یہ بے عمل
ورنہ پھر کچھ بھی نہ ہوگا اسکا پھل
ابر بے باراں۔ ہوا۔ تو کیا ہوا
بے ثمر نخل گلستاں۔ بے مزا

کئی دن گذرے۔ سادھو کی حالت میں روز بروز تبدیلی آتی گئی۔ دتاترے
مرشد مہربان تھے۔ اسے صرف مرشد مہرباں کی ضرورت تھی وہ ضرورت
رفع ہوگئی۔ اس نے صرف سات دن تک شغل کی مشاقی کی۔ اور اسی مدت
میں تمام منازل روحانی طے ہوگئے۔ شغل آواز اس کی روح کو کھینچ کھینچ
کر عالم بالا کی طرف لے گیا۔ وہ اسی اثنا میں کچھ کا کچھ بن گیا وہ بھی خوش ہوگیا
اور دتاترے اس کی کیفیت دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ علم نے عمل کا نتیجہ
دکھایا اور عمل نے علم کو باآب وتاب بنادیا۔

جب عمل ہو علم دیتا ہے مزا
بے عمل کا علم پھیکا بے مزا
علم کا بیہودہ ہے سب قیل و قال
علم وہ سچا جو لائے لطف حال
ہو نہ تولد و خال کا۔ سچا وہ علم

جب نہ ہو یہ پھر شکیبائی نہ حلم

سادھو ایک دن دتاترے کے پاؤں پر گر کر قدم بوس ہوا کہنے لگا۔

"آپ نے مجھے سادھو بنا دیا"

دتاترے۔ اب تو سادھو نہیں ہے سنت ہے جو سادھنا میں رہے وہ سادھو ہے یہ منزل ختم ہو گئی۔ تو ہنس۔ پرم ہنس اور سنت کے درجہ کو پہونچ گیا۔

سادھو کو ہے سادھنا کا ذوق شوق

کر لیا یہ شغل سادھو پر ہے فوق

ہنس کا پد مل گیا۔ جب دل ہے صاف

اب نہیں کرتا ہے تو لاف و گذاف

جب صفائی ہو گئی تب پرم ہنس

اب تجھے حاصل ہوا سنتوں کا بنس

مکت جیون کا مزہ لے کچھ دنوں

پھر ودیہی مکت کی نشے کچھ دنوں

ہونا پھر گم حق میں۔ ہے حد کمال

ہے یہی کیولیہ پد۔ عرس و وصال

سادھو نے پوچھا "اور کچھ تلقین فرمائیے گا کہ بس ہو چکا"

دتاترے نے جواب میں اودھوت گیتا کا نغمہ گا کر سنانا شروع کیا جو اور سولہ گیتاؤں کی طرح مہابھارت کا ایک حصہ ہے اسلئے اُسے ...... درج نہیں کیا جاتا اگر ضرورت ہوئی تو کسی وقت پھر شائع کر دی

جاوے گی۔

یہ گیتا سُنا کر دتاترے نے کچھ حقانی نغمے اور روحانی غزل گا گا کر سنائیں جن میں سے دو ایک کا خلاصہ یہاں قلمبند کر دیا جاتا ہے۔ ہُو حق:۔

۱۔ مستی کی مستی مستی کی ہستی میں مستی ہو
یہ زندگی ہے۔ فرد و بشر کی یہ ہستی ہو

۲۔ زاہد کو خبط زُہد ہے عابد کو خبط عبد
مخبوط دل کو خبط کی پستی کی نیستی ہو

۳۔ ہم مست رندبن کے جہاں گرد ہو گئے
ہمکو نصیب خوشیوں کی دن رات مستی ہو

۴۔ حالت ہماری دیکھ کے ہیں دنگ اہل دیں
اس لُطف و ذوق کے لئے دُنیا ترستی ہو

۵۔ افلاک کی کھلی ہوئی ہیں دیکھو کھڑکیاں
بارش محیط مستی کی ہردم برستی ہو

۶۔ پیر مغاں نے مستی کا ساغر عطا کیا
اوجھل ہماری نظر و نسے کہسار و بستی ہو

۲

۱۔ ہر اک شے میں جلوہ مرا چارسو ہے
میری ذات ہردم مرے روبرو ہے

۲۔ نہیں دیکھتا میری صورت کو عابد
خدا جانے کس کی اُسے جستجو ہے

۳۔ ہوں آئینہ بیں۔ آئینہ ہے یہ عالم
مری ذات کا عکس خود رو بہ رو ہے

۴۔ جمال اور جلال اپنا اپنے مقابل
مہ و خور کی اس میں ضیا اور ضو ہے
ہزار رنگ پا کر یہ دنیا ہے رنگیں
مرے بوسے پھولوں کی یہ ساری بو ہے

(۳)

ہدایت مرشد

ضابط گیا حضور میں مرشد کے رو برو
بولے کرم سے آج تو سن میری گفتگو
ضابط اگر بنا ہے تو دل اپنا ضبط کر
دل اصل شے کو دیکھے فقط اس کا حفظ کر
باتوں میں جا کسی کے نہ سن ان کی بات کو
یکتا ہو دھن میں اپنے۔ اسی کا خیال ہو
بے پیر کی ورنہ سب یہاں ہر دم اڑاتے ہیں
سورج کو شمع دن میں یہ اکثر دکھاتے ہیں

پیران نمی پرند و مریداں می پرند
پیران بے پراند و مریداں با پراند
کیا جانتے ہیں یہ تیرے دل میں خیال کیا؟
ان کو خبر کہاں ہے؟ تیرا اپنا حال کیا؟

اپنی سی کہتے رہتے ہیں۔ اپنی سناتے ہیں
کرنا نہ دھرنا ایک کی سو سو بناتے ہیں
جو انکے پھندے میں پھنسا اُسکی نہیں نجات
جو آپے سے گیا۔ کوئی کب دیگا اُسکا ساتھ
ہُشیار باش! دوسروں کی بات میں نہ آ
کہتا ہوں بار بار سُنا کر میں یہ صدا
پیراں نمی پرند و مریداں می پرند
پیراں بے پراند و مُریداں با پراند
دل ضبط میں ہو ضبط میں صبر و قرار ہے
ضابط جو دل کا ہے وہی با اختیار ہے
دل ہاتھ آیا جسم بھی ہے اُسکے ہاتھ میں
با عقل و ہوش رہتا ہے دُنیا کے ساتھ میں
اُس کو خوشی ہے اوروں کو ہے درد و رنج غم
اُس کو نہیں کسیکا گلہ رہتا بیش و کم
ضابط اگر ہے سچا تو اس ضابط پہ چل
اوروں کا مشورہ ہے مضر اُس سے بچ نکل
پیراں نمی پرند و مریداں می پرند
پیراں بے پراند و مریداں با پراند
(۴)
آنکھوں سے اپنے دیکھ لے پہلے تو مُنہ کو کھول

کانوں سے سن لے پہلے زباں سے تب اپنی بول
دو کان آنکھ دو ہیں زباں ایک ہے عزیز
دو بار دیکھو سن لے تو آجائے گی تمیز
بے دیکھے بے سُنے نہ یقیں ہو تجھے کبھی
یہ ہو اُصول زندگی کا تیرے جیتے جی
جو وہم کے شکار ہیں خود اُن کی کچھ نہ سن
اُن کے کلام ہوتے ہیں بے برگ و بار و بیں
پیراں نمی پرند و مریدان می پرند
(۵) پیران بے پرانند و مُریدان با پرانند
کہتا ہے تجھ کو کون تجس پست حوصلہ
ناداں تھا وہ جس نے تجھے اسطرح کہا
تو پاک جسم پاک دل اور پاک ذات ہے
خوش خلق و خوش کلام ہے اور خوش صفات ہے
تجھ میں خدا سمایا ہے تو ہے خدا کا نور
تو حق کے ہے قریب یہ ہی حق سے دور دور

ضابطہ نے دونوں ہاتھوں سے اُسکو کیا سلام
ہر وقت آیا کرتا ہے لب پر یہی کلام
پیراں نمی پرند و مریدان می پرند
(۱) ۴۔ پیران بے پرانند و مریدان با پرانند
نظر میں آئی جو شکل تیری ہوا ہوں محو جمال تیرا
نظر میں میری کھبا ہوا ہے جمال تیرا جلال تیرا

(۲) ہوئے دل و جاں متحد اب خبر نہیں تن کی اور بدن کی
ہوا ہے یہ محویت کا عالم محیط دل ہے خیال تیرا

(۳) کمال کی شکل دیکھ لی جب ہوا مکمل ہر اک طرح پر
کمال مجھ میں یہ آیا تجھ سے ہے دل میں میرے کمال تیرا

(۵)

(۱) جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے
ترا غلغلہ ہر جگہ کُو بہ کُو ہے

(۲) یہاں ہے وہاں ہے نہاں ہے عیاں ہے
محیطِ دو عالم ہے ہر چار سو ہے

(۳) ترا رنگ ہے برگ و گل میں نمایاں
گلوں میں سمائی ہوئی تیری بُو ہے

(۴) مُرادِ دلی سچی معراج تھا تو
تیری جستجو تھی تیری جستجو ہے

(۵) تیرے واسطے دل کے شغل و عمل ہیں
تیرے ہی لئے دل کی سب شُست و شو ہے

(۶) ملا تو بر آیا میرے دل کا مقصد
تیری آرزو تھی تیری آرزو ہے

(۱۵) طریق فضل - دیا دہرم

سادہو کی تعلیم اور تلقین کے بعد دتا ترے بجد راحل سے رخصت ہونے لگے سادہو نے روکنا چاہا۔ لیکن یہ کب رکنے والے تھے۔ ہوا بجلی۔ پانی دہواں۔ گرمی خواہ اور عناصر وغیرہ روکنے سے نہیں رکتے۔ ممکناً تدبیر سے انہیں کوئی روک لے لیکن دائمیت کی نظر سے یہ حالت ہمیشہ عارضی ثابت ہوگی یہی فقیروں کی بھی کیفیت ہے انہیں غلامی بندگی اور محکومیت سے چڑ ہے۔ یہ سب آزادی پسند ہیں آزادی فطرت ہے قید وبند غیر فطرات ہیں۔

جب اس نے دیکھا کہ یہ روکنے سے نہ رکینگے پاؤں پر گرا۔ ہاتھ باندھکر عرض کیا۔ اگر آپ جارہے ہیں تو جائیے لیکن کچھ آخری کلام سناتے جائیے تاکہ میں آپ کی ہدایت کا کاربند ہوں۔"

دتاترے نے کہا۔ مجھے جو کہنا تھا سب کچھ کہہ چکا۔ کہنے میں کچھ کسر نہیں رکھی لیکن تمہارے اصرار پر دوچار باتیں سنائے جاتا ہوں۔

(۱) جو من سے دھارن کرلیا جائے وہ دہرم ہے (سنسکرت 'دہری'۔ دہارن کرنا یا قبول اور اختیار کرنا اور 'م' من سے)

(۲) اسکی تین قسمیں ہیں دیا دہرم۔ کال دہرم آپت دہرم۔

(۳) اسی دہرم کو دیال مت۔ کال مت اور آپت مت بھی کہتے ہیں۔

(۴) دیا دہرم میں محبت۔ عفو۔ خوشی۔ تعظیم اور استغنا رہتی ہے۔ کال مت

ہیں خود غرضی۔ خود نمائی۔ خود مطلبی اور خوشامد۔ چاپلوسی رہتی ہے اور
آپت (آفت) دہرم میں مجبوری معذوری مصلحت بینی اور دور اندیشی رہتی ہے
دیا دہرم فضل ہے کال دہرم عدل ہے اور آپت دہرم درمیانی ہے۔

(۵) دیا دہرم فضل کا راستہ ہے اس میں شانتی۔ سلامتی۔ گیان۔ پرکاش
سب کچھ رہتا ہے اور یہ لافانیت کا طریق ہے۔

کال دہرم۔ مقتضائے وقت ضرورت وقت۔ غرض وقت کا سوال ہے۔ یہ
عارضیت کا راستہ ہے اور آپت دہرم وہ ہے جسمیں بے اختیاری رہتی ہے۔
مرتا کیا نہ کرتا۔ (۶) دیا دہرم فضل ہے۔ اسکی پیروی میں خوشی ناخوشی۔ تعریف
ومذمت۔ دُکھ سُکھ سب کی یکسانیت (سمتا۔ سمدرشٹا۔ سماہت چتا) ہوتی ہے۔
اسے تسلیم اور رضا بھی کہتے ہیں نہ یہ دُنیا ہے نہ دین ہے بلکہ یہ تو نورٌ علیٰ نور اور
پرکاش مے ہے۔ (۷) کال دہرم میں لوک پرلوک۔ نرک سورگ۔ جزا سزا کا خیال
رہتا ہے بہشت اور دوزخ وغیرہ ضدین کا سوال اسی میں رہتا ہے۔

(۸) آپت دہرم میں جبر و سختی کا متحمل نہ ہو کر خلاف اصول چلنا پڑتا ہے اور اُنکے دفعیہ
کے بعد اگر آدمی چاہے تو اپنے سابقہ اصول میں لگ سکتا ہے (۹)

دیا دہرم کا مول ہے پاپ مول ابھمان ٭ تلسی دیا نہ چھوڑیئے جب لگ گھٹ میں پران
(۱۰) کال دہرم سوارتھ بیا وہ سوارتھ کی مول ٭ اسکے مستک پر پڑے شنبھو کا ترشول
(۱۱) آپت دہرم میں کیا کرے اپنے اپنا ورا چار ٭ سیوا دے آپنی جس بدھی ہے پیار

(۱۲) دیا دھرم خواہ طریق فضل میں نہ کسی سے دشمنی ہے نہ خصومت۔ کوئی کچھ کرے دھرے چھیڑ چھاڑ کسی سے نہیں۔

کال دھرم طریق عدل ہے اس میں خصومت انتقام کشتی مذہبی چھیڑ چھاڑ رہتی ہے۔ خدا۔ نا خدا اسی میں رہتے ہیں۔ ایک فرقہ اٹھتا ہے ایشور کے نام پر قتل خون اور غارتگری کرتا ہے۔ دوسرا فریق کہتا ہے دنیا میں خدا ودا کوئی نہیں ہے اور وہ بھی بدعتی ہوتا ہے اور اصلاح فلاح کے نام پر مذاہب کی بیخکنی کرنے لگتا ہے اس کا انجام برا ہوتا ہے جو جیسا کرتا ہے ویسا بھوگتا ہے۔

آپت دھرم درمیانی ہونے کی وجہ سے نہ ادھر نہ ادھر۔ وقت کے ٹالنے کا منتظر رہتا ہے۔ (۱۳) اے سادھو۔ ! تو صرف فضل کا راستہ اختیار کر اور سب سادھو نے پوچھا "یہ مذاہب کیسے بنتے ہیں ؟"

دتاترے نے جواب دیا " ریس رقابت حرفت پنا کے زیر خیال ان کا ظہور ہوتا ہے کسی نے کہا وہ سب ٹھکر دیوتا کو پوجتا ہے۔ میں کنکر پتھر پوجونگا۔ تیسرا آکر کہتا ہے۔ میں دونوں سے الگ اپنا راستہ لگا لونگا۔ دونوں ہی کی پیروی اور غیر پیروی کرونگا۔ وعلیٰ ہذالقیاس۔

سادھو۔ ان میں واحدیت کیسے ہے۔؟

دتاترے۔ یہ فضول سوال ہے۔ دیا دھرم کی پیروی میں رہو کال دھرم

بنتا بگڑتا رہتا ہے اس کی عمر نسبتاً زیادہ نہیں ہوتی۔ آئے اور گئے کوئی دو ہزار برس چلا کوئی تین ہزار سال! اور دیا دھرم کی زیادہ عمر ہوتی ہے۔

اس قدر کہہ کر داتا تر بھدر اچل سے چل دئے اور گھومتے پھرتے ہوئے ادھکاریوں کو چتاتے رہے۔

یہ اس بزرگ کی زندگی کے مختصر حالات ہیں موقع ملا تو کسی وقت اور کچھ قلمبند کر دیا جائے گا۔ اس وقت اتنا ہی کافی ہے۔

الکتاب خاتمہ

(رادھا سوامی دیال کی دیا رادھا سوامی سہائے)

RS
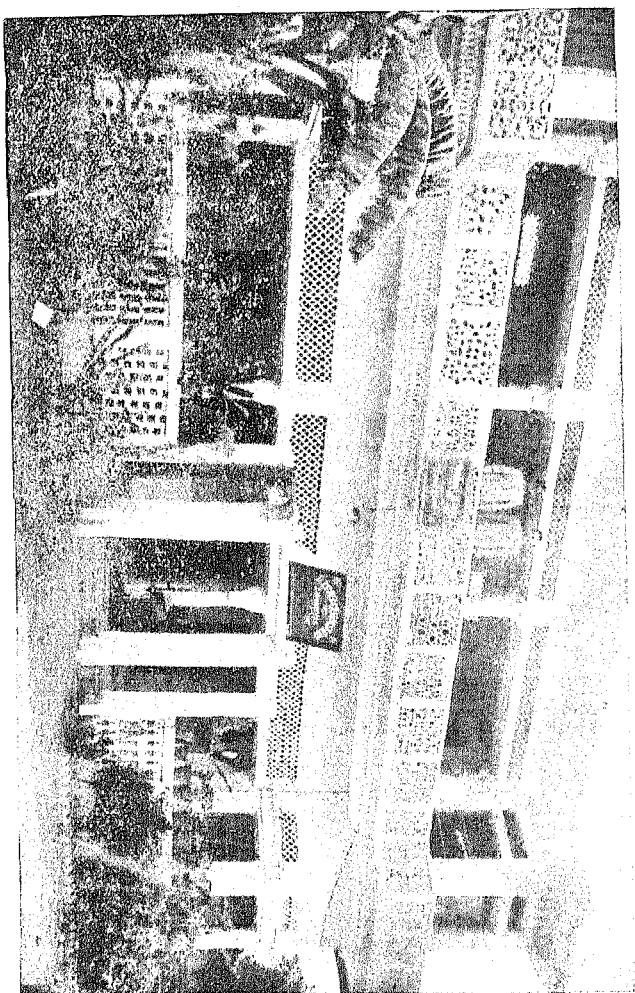
Naunidh Bhavan in Dayal Compound Aligarh

فہرست کتب از تصنیف لطیف مہرشی شوبرت لال جی مہاراج کی جو ہمارے یہاں ملتی ہیں

(۱) مہارامائن ہندی مکمل ... ... قیمت رعایتی - - عا؍

(۲) شبد سنگرہ گٹکا ہندی - - - - - - - - ۲؍

(۳) شیوراتری وشیشا انک ہندی - - - - - - - - عہ؍

(۴) وشنو سہنتا ہندی - - - - - - - - - عہ؍

(۵) Message of Peace. انگریزی - ۸؍

(۶) Entry into the Kingdom of heaven. " ۸؍

(۷) Light on Anand Yog. " - - - عا؍

(۸) سمیر کے دو سال کے فائل ہندی - - - - - - - - ۳؍

(۹) شگن ودیا واستری لکشن مصنفہ منشی لونده رائے صاحب ٹھیکہ دار ... ... ۲؍

(۱۰) یوگ۔ مصنفہ منشی لونده رائے صاحب ٹھیکہ دار۔ جس میں یوگ کے مخفی راز۔ دوران ابھیاس میں جو جو دقتیں آتے ہیں اپنر قابو پانا اسکی چابیں و مخفی اسرار۔ غرضیکہ اس ودیا کے حصول میں جن جن باتوں کی ضرورت ہے اور جس کے سمجھ نہ آنے کی وجہ سے اکثر ستسنگی بھائی بیدل ہوکر اس عمل کو چھوڑ بیٹھتے ہیں اور محروم رہجاتے ہیں ان سب امورات کھول کھول کر عام فہم عبارت میں نہایت وضاحت کے ساتھ سمجھایا ہے زیر طبع

مینیجر

منشی دیال - فارمیسی

پوسٹ دیال نگر ضلع علی گڈھ